© rasailojaraid.com

المواهب اللدنية للقسطلانیؒ۔ منہج واسلوب

ثمینہ سعدیہ*

نویں اور دسویں ہجری میں لکھی جانے والی کتبِ سیرت میں سے علامہ مقریزی کی امتاع الأسماع، علامہ یحیی بن ابوبکر العامری کی بهجة المحافل، علامہ سیوطی کی الخصائص الکبریٰ، علامہ قسطلانی (الف) کی المواهب اللدنیه، علامہ شامی کی سبل الهدیٰ اور علامہ دیار بکری کی تاریخ الخمیس شامل ہیں۔

اس دور کی تمام کتبِ سیرت میں سے ''المواهب الدنیه'' کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ واحد کتاب ہے جس کی شروح وتعلیقات اور حواشی لکھے گئے۔ یہ کتاب نہ تو مختصر ہے اور نہ ہی بہت طویل۔ علامہ قسطلانی نے اعتدال اور جامعیت کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب لکھی ہے۔

المواهب اللدنیه کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ محدثین اور اہلِ سیر کی روایات کا حسین امتزاج ہے۔ اس لیے کہ آپ نہ صرف محدّث تھے بلکہ عظیم سیرت نگار بھی تھے۔ علمِ حدیث میں جہاں ان کی سب سے بڑی خدمت ''ارشاد الساری شرح صحیح بخاری'' ہے وہاں سیرت میں ان کی نمایاں خدمت ''المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیه'' ہے۔ جس کی تالیف میں محدثین اور اہلِ سیر دونوں کی روایات سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض واقعات میں محدثین کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض میں اہلِ سیر کی روایات کو۔

علامہ قسطلانی نے سیرت نگاری میں جس تحقیقی منہج کو اختیار کیا ہے اس کو درج ذیل نکات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ روایت کی ترجیح وتردید کا معیار
۲۔ متعارض ومتناقض روایات میں جمع وتطبیق
۳۔ شواہدِ حدیث (حدیث کی تقویت دوسری حدیث سے)
۴۔ کثرتِ طرق کی بناء پر حدیث کی تقویت
۵۔ روایات میں ابہام کا ازالہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶۔ راویوں کی جرح وتعدیل

(ا) روایت کی ترجیح وتردید کا معیار

المواہب اللدنیہ کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے سیرتِ نبویہؐ کی تالیف میں سب سے زیادہ کتبِ احادیث سے استفادہ کیا ہے جن میں صحاح واسانید اور سنن کے تقریباً تمام مجموعے شامل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے معجزات وخصائص، اخلاق وعادات اور عبادات ومعاملات سے متعلق روایات واحادیث زیادہ تر محدثین ہی سے نقل کی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت، مکی ومدنی زندگی اور غزوات کی تفصیلات کے لیے سیرت نبویہؐ کے بنیادی ماخذوں، سیرت ابنِ اسحاق، طبقات ابنِ سعد، تاریخ طبری، واقدی کی کتاب المغازی اور دیگر کتبِ سیرت سے استفادہ کرنے کے علاوہ آپ نے کتبِ احادیث سے بھی بہت سی ایسی روایات لی ہیں جن کا تعلق غزواتِ نبویؐ سے ہے۔ سیرت نبویہؐ کے ہر واقعہ کے لیے اہلِ سیر کی روایات کے پہلو بہ پہلو محدثین کی روایات بھی لاتے ہیں اور موازنہ ومقارنہ کے بعد صحیح روایت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مثلاً فتحِ مکہ کے بارے میں امام واقدی کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ۸ ہجری رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد بدھ کے روز عصر کے بعد نکلے۔(۱) امام احمد کی روایت کے مطابق: رمضان کی دو راتیں گزرنے کے بعد نکلے تھے۔(۲) علامہ قسطلانی کے نزدیک واقدی کی روایت قوی نہیں اس لیے کہ اس کی مخالف روایت زیادہ صحیح ہے۔(۳)

ایک اور مقام پر واقدی کی روایت کو خلیفہ بن خیاط کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ھرقل کو خط سن پانچ ہجری میں روانہ کیا تھا۔(۴) جبکہ واقدی کی روایت ہے کہ یہ خط سن چھ ہجری میں بھیجا گیا تھا۔(۵) علامہ قسطلانی نے واقدی کی روایت کو درست قرار دیا ہے۔(۶)

علامہ قسطلانی نے روایات کی ترجیح وتردید کے لیے جو طریقۂ کار اختیار کیا ہے اس کی وضاحت درج ذیل نکات سے ہوتی ہے۔

(الف) صحیحین (بخاری ومسلم) کی روایات کو ترجیح:

روایات کی ترجیح وتردید کے ضمن میں علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحیحین کی روایات کو نہ صرف اہلِ سیر کی روایات پر بلکہ دیگر صحاح واسانید اور سنن کے مجموعوں کی روایات پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ بعض مواقع پر خود ترجیح دیتے ہیں اور بعض اوقات ابنِ حجر کا ترجیحی قول نقل کر دیتے ہیں اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

☆ غزوہ ذات الرقاع کی تاریخ کے بارے میں اہلِ سیر کے درمیان اختلاف ہے۔

ابنِ اسحاق کے نزدیک غزوہ ذات الرقاع چار ہجری ربیع الاوّل میں ہوا۔ (۷) ابنِ سعد اور ابن حبان نے محرم پانچ ہجری کی تاریخ بتائی ہے ۔(۸) ابومعشر کے نزدیک ذی القعدہ پانچ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔(۹) جبکہ امام بخاری کے نزدیک غزوۃ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد ہوا۔(۱۰)

علامہ قسطلانی اس تضاد کے حل کے لیے 'فتح الباری' سے ابنِ حجر کی رائے نقل کرتے ہیں:

''یہ تردّد لا حاصل ہے۔اصل بات یہ ہے کہ یہ غزوہ ،غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ صلوٰۃ الخوف غزوہ خندق میں مشروع نہیں ہوئی تھی۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ صلوٰۃ الخوف غزوہ ذات الرقاع میں مشروع ہوئی تھی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غزوہ،غزوہ خندق کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ نیز امام بخاری کے اس قول ''وھی بعد خیبر'' کے بارے میں کہا ہے کہ ابوموسیٰ غزوہ خیبر کے بعد آئے تھے اور غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے۔لہٰذا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ غزوۂ،غزوۂ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا۔

پھر لکھتے ہیں کہ:

دمیاطی نے حدیثِ صحیح کے غلط ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔جمیع اہلِ سیر اس حدیث کے مخالف ہیں اور غزوہ ذات الرقاع کی تاریخ کے بارے میں آپس میں مختلف ہیں ۔تو اس صورت میں جو چیز حدیثِ صحیح سے ثابت ہے اس پر اعتماد کرنا اولیٰ ہے۔''(۱۱)

☆ غزوہ ذی قرد کے بارے میں امام بخاری ومسلم کی رائے ہے کہ یہ غزوہ،غزوہ خیبر سے تین دن پہلے وقوع پذیر ہوا تھا۔(۱۲) علامہ قسطلانی نے امام مغلطائی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ رائے جمیع اہلِ سیر کے خلاف ہے۔(۱۳)

قرطبی شارح مسلم کے مطابق ، اہلِ سیر کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ غزوہ حدیبیہ سے قبل واقع ہوا تھا۔(۱۴) علامہ قسطلانی نے حتمی رائے ابنِ حجر کی نقل کی ہے کہ:

''غزوہ ذی قرد کی جو تاریخ حدیثِ صحیح میں مذکور ہے وہ زیادہ صحیح ہے اس تاریخ سے جو اہلِ سیر نے بیان کی ہے۔''(۱۵)

☆ ''المدوّنہ'' میں مذکور ہے، بے شک اوّل شخص جس نے عیدین کی نماز میں منبر پر لوگوں سے خطاب کیا وہ عثمان بن عفان تھے۔آپ نے ان سے مٹی سے بنے ہوئے منبر پر کلام کیا جسکو کثیر ابن صلت نے تعمیر کیا تھا،(۱۶) جبکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحیحین کی روایت کے مطابق مروان نے سب سے پہلے منبر پر لوگوں سے خطاب کیا۔(۱۷)

علامہ قسطلانی نے ''المدوّنہ'' کی روایت کو معضل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صحیحین کی روایت زیادہ صحیح ہے۔(۱۸)

☆ ابنِ اسحاق نے وفد بنی حنیفہ کے نبی اکرم ﷺ کے پاس آنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب وفد بنی حنیفہ آیا تو انہوں نے مسیلمہ کو اپنے سامان کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا اور خود نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔(۱۹)

اس روایت کے مطابق: مسیلمۃ نبی اکرم ﷺ سے نہیں ملا تھا۔

اس کے برعکس صحیحین کی حدیث میں ہے کہ مسیلمۃ کذّاب نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپؐ اپنے بعد میرے لیے امرِ نبوّت کو مقرر کردیں تو میں آپؐ کی اتباع کروں گا۔ مسیلمۃ کے ساتھ اس کے قبیلے کے بہت سے لوگ آئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس وقت ثابت بن قیس بن شماس تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ مسیلمۃؓ کے پاس اس کی قوم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے کھجور کی شاخ کا یہ ٹکڑا طلب کرتا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور تجھ میں اللہ تعالیٰ کا حکم تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو امرِ حق کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔''(۲۰)

صحیحین کی اس روایت کے مطابق مسیلمہ نبی اکرم ﷺ سے ملا تھا۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

''اگر تم اعتراض کرو کہ ابن اسحاق کی خبر کے مطابق مسیلمہ آپؐ سے نہیں ملا تھا اور اپنی قوم کے کجاووں کی حفاظت میں رہا، یہ روایت اس حدیثِ صحیح سے کیونکر متعارض ہوگئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مسیلمہ سے ملے تھے اور آپؐ نے اس سے خطاب کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیثِ صحیح کو اختیار کرنا اولیٰ ہے۔''(۲۱)

☆ غزوہ سیف البحر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔(۲۲) لیکن نسائی کی روایت کے مطابق ۱۰ سے کچھ اوپر تھی۔(۲۳)

علامہ قسطلانی کے مطابق، زیادہ تعداد (تین سو) جبکہ وہ صحیح بھی ہے تو اسے اختیار کرنا واجب ہے۔(۲۴)

☆ سنن ترمذی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: شعبان، تعظیمِ رمضان کی وجہ سے۔(۲۵)

صحیح مسلم کی حدیث اس کے معارض ہے۔ جس کے مطابق رمضان کے بعد افضل روزے محرم کے روزے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔(۲۶)

علامہ قسطلانی نے صحیح مسلم کی روایت کو اولیٰ قرار دیا ہے۔(۲۷)

☆ سریہ عبداللہ بن عتیک کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف لکھتا ہے:

''وہ سریہ جو آپؐ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا اس سریہ میں چار صحابہ شامل تھے۔''(۲۸)

محمد بن سعد کی روایت کے مطابق: عبداللہ بن انیس نے ابورافع کو قتل کیا۔(۲۹) جبکہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عبداللہ بن عتیک اکیلے نے اسے قتل کیا۔(۳۰)

علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی روایت کو درست قرار دیا ہے۔(۳۱)

(ب) اہلِ سیر کی روایات کو محدثین کی روایات پر ترجیح:

علامہ قسطلانی گو کہ محدثین کی روایات کو اہلِ سیر کی روایات پر ترجیح دیتے ہیں لیکن بعض ایسی روایات جن میں محدثین اور اہلِ سیر کے درمیان اختلاف ہے آپ نے اہلِ سیر کی روایات کو ترجیح دی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ روایات کو یوں ہی قبول نہیں کر لیتے بلکہ تحقیق و تفتیش کے بعد صحیح روایت کو لیتے تھے۔

☆ جمیع اہل سیر کے مطابق غزوہ بدر کے موقع پر تقریر سعد بن معاذؓ نے کی تھی۔(۳۲) جبکہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ تقریر سعد بن عبادۃؓ نے کی تھی۔(۳۳) علامہ قسطلانی نے ابن سید الناس کے حوالے سے لکھا ہے:

''امام مسلم نے اپنی روایت میں لکھا ہے کہ یہ الفاظ سعد بن عبادۃؓ نے کہے تھے جبکہ یہ الفاظ سعد بن معاذؓ سے معروف ہیں، جیسا کہ ابنِ اسحاق نے اس کو روایت کیا ہے۔(۳۴)

☆ غزوہ بدر میں کفار کے ساتھ مبارزت میں حضرت حمزہؓ عتبہ کے مقابلے میں، حضرت عبیدہ بن جراحؓ شیبہ کے مقابلے میں اور حضرت علیؓ ولید کے مقابلے میں نکلے۔ یہ اہلِ سیر کی روایت ہے۔(۳۵) لیکن سنن ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبیدہؓ نے ولید کا اور حضرت علیؓ نے عتبہ کا مقابلہ کیا۔(۳۶)

علامہ قسطلانی نے اس موقع پر اہلِ سیر کی روایت کو قبول کیا ہے۔ علامہ ابنِ حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''سنن ابوداؤد کی روایت اگرچہ صحیح ترین ہے۔ لیکن جو کچھ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے ولید کا مقابلہ کیا وہ مشہور بھی ہے اور لائقِ مقام بھی۔ اس لیے کہ عبیدہ اور شیبہ دونوں بوڑھے تھے جیسے کہ عتبہ اور حمزہ دونوں بوڑھے تھے۔ اس کے برخلاف حضرت علیؓ اور ولید دونوں جواں تھے۔(۳۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابنِ اسحاق نے غزوہ خیبر کی تاریخ محرم سات ہجری بتائی ہے۔(۳۸) جبکہ امام مالک اور ابنِ حزم نے سن چھ ہجری کا آخر قرار دیا ہے۔(۳۹) علامہ قسطلانی نے ابنِ حجر کے قول کو اختیار کرتے ہوئے ابنِ اسحاق کی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔(۴۰)

(ج) محدّثین کی خلافِ قرائن وقیاس روایات کی تردید:

علامہ قسطلانی جہاں بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں وہاں بہت سی خلافِ قرائن وقیاس روایات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔

امام ابوداؤد نے ابوبکرہؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرمؐ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی تھی۔(۴۱)

علامہ قسطلانی نے ابن حجر کے حوالہ سے لکھا ہے:

''حالانکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابوبکرۃ غزوۃ الطائف کے بعد ایمان لائے تھے اور صلوٰۃ الخوف غزوہ ذات الرقاع میں پہلی دفعہ پڑھی گئی ہے اور غزوہ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔''(۴۲)

غزوہ تبوک کی تاریخ کے ضمن میں امام بخاری کی روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یہ غزوہ بلا اختلاف ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں وقوع پذیر ہوا۔لیکن امام بخاری نے اسے حجۃ الوداع کے بعد ذکر کیا ہے۔شاید یہ ناسخ کی خطا ہے۔''(۴۳)

امام نسائی نے حضرت جابرؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے:''نبی اکرم ﷺ جب عمرۃ الجعرانہ سے واپس آئے تو حضرت ابوبکرؓ کو حج پر بھیجا۔''(۴۴) علامہ قسطلانی کے مطابق:

''اس سیاق میں غرابت اس اعتبار سے ہے کہ عمرۃ الجعرانہ کے سال امیر الحج عتاب بن اسید تھے۔ جہاں تک ابوبکرؓ کا تعلق ہے تو وہ نو ہجری میں امیر الحج تھے۔''(۴۵)

علامہ قسطلانی نے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب مجھے آسمان کی جانب لے جایا گیا تو میں جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میں نے جنت میں اس سے بہتر درخت نہیں دیکھا اور نہ اس سے زیادہ سفید، نہ اس کے پھلوں جیسا کوئی پاکیزہ پھل۔میں نے اس کے پھلوں میں سے ایک پھل تناول کیا۔اس سے ایک نطفہ میری صلب میں گیا۔پس جب میں زمین کی طرف آیا تو میں نے حضرت خدیجہؓ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت فاطمہؓ سے حمل پایا۔'' (۴۶)

یہ حدیث خلافِ قرائن ہے۔ اس لیے کہ علامہ قسطلانی کے مطابق: اس میں یہ تصریح ہے کہ اسراء حضرت فاطمہؓ کی ولادت سے قبل ہوا تھا۔ جبکہ حضرت فاطمہؓ نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعہ اسراء نبوّت کے بعد ہوا تھا۔'' (۴۷)

دار قطنی نے اپنی سنن میں ایک حدیث نقل کی ہے: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کے لیے حجامت کو ناپسند کیا۔ حضرت جعفرؓ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے ہوئے تھے۔ آپؐ نے انہیں افطار کرنے کا حکم دیا۔ پھر بعد میں آپؐ نے روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانے کی اجازت دے دی اور حضرت انسؓ روزے کی حالت میں پچھنے لگواتے تھے۔'' (۴۸)

علامہ قسطلانی کے مطابق ''اس حدیث کے تمام راوی بخاری کے رواۃ سے ہیں لیکن متن حدیث میں نکارت اس وجہ سے ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے زمانہ میں پیش آیا جبکہ حضرت جعفرؓ اس سے پہلے شہید ہو گئے تھے۔ (۴۹)

(د) اہلِ سیر کی خلافِ قرائن وقیاس روایات کی تردید:

علامہ قسطلانی نے اہلِ سیر کی کئی روایات کی اس بناء پر تردید کی کہ وہ قرائن کے خلاف تھیں۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:۔

ابنِ اسحاق وابنِ سعد کے مطابق: پہلی عورت جو حضرت خدیجہؓ کے بعد مسلمان ہوئی وہ ام الفضل زوجہ حضرت عباسؓ ہیں اور اسماء بنت ابوبکر اور عائشہؓ ہیں۔ (۵۰)

علامہ قسطلانی، امام مغلطائی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ وہم ہے۔ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں تو وہ ایمان کیسے لاتیں۔ آپؓ کی ولادت نبوّت کے چوتھے سال ہوئی تھی۔'' (۵۱)

غزوۂ سیف البحر جو قبیلہ ارض جھینیہ کی طرف بھیجا گیا تھا اس کی تاریخ ابنِ سعد نے آٹھ ہجری بتائی ہے۔ (۵۲)

علامہ قسطلانی کے مطابق: ''یہ قول محلّ نظر ہے۔ اس لیے کہ اس مدت (۸ ہجری) کے دوران قریشی قافلوں کو لوٹنا ناممکن تھا وہ مسلح حالت میں تھے۔ پس صحیح یہ ہے کہ یہ غزوہ چھ ہجری سے قبل کا ہے۔ (۵۳)

قاضی عیاض کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل محمد نام کے چھ لوگ تھے۔ ان ناموں میں انہوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے محمد بن مسلمہ کا نام بھی شمار کیا ہے۔(۵۴) علامہ قسطلانی کے مطابق: یہ درست نہیں کیونکہ محمد بن مسلمہ انصاری نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے بیس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔(۵۵)

ابن الاثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: زکوٰۃ ۹ھ میں فرض ہوئی تھی۔(۵۶)

علامہ قسطلانی کے مطابق: ابن الاثیر کا یہ قول محلِ نظر ہے۔اس لیے کہ ضمام بن ثعلبہ کی حدیث، حدیثِ وفد عبدالقیس اور ابوسفیان کی ھرقل کے ساتھ بات چیت ۷ھ کے اوائل میں ہوئی تھی۔(ان تمام احادیث میں زکوٰۃ کا ذکر ہے)ابوسفیان نے ھرقل سے کہا تھا کہ"وہ ہمیں زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔"(۵۷)

(ہ) آپؐ کے قیام اللیل سے متعلق روایت میں حضرت عائشہؓ کے قول کو دیگر صحابہ کرامؓ کے اقوال پر ترجیح:

آپؐ رات کی نماز میں کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔حضرت ابنِ عباسؓ کی حدیث جسے بخاریؒ و مسلم نے روایت کیا ہے۔اس کے مطابق آپؐ نے ۱۳ رکعتیں پڑھیں۔(۵۸) جبکہ مسلم کی ایک اور روایت جو ابنِ عباس سے مروی ہے میں ۶ رکعت کی تعداد مروی ہے۔(۵۹)

حضرت عائشہؓ کی حدیث میں گیارہ رکعت کی تعداد مذکور ہے۔(۶۰)

مؤلف علامہ ابن القیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"جب نبی اکرم ﷺ کے رات کے قیام کے بارے میں ابنِ عباسؓ اور عائشہؓ کے درمیان اختلاف ہوجائے تو عائشہؓ کے قول کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ وہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپؐ کے قیام اللیل کے متعلق جاننے والی ہیں۔"(۶۱)

رمضان میں آپؐ رات کو کتنی رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔حضرت ابوسلمۃ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، نبی اکرم ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی۔فرماتی ہیں: رمضان اور اس کے علاوہ میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔"(۶۲)

جبکہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے: آپؐ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(۶۳)

علامہ قسطلانی کے مطابق: اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں اور یہ حدیث عائشہؓ کی حدیث کے معارض ہے اور عائشہؓ نبی اکرم ﷺ کے رات کے احوال سے دوسروں کی نسبت زیادہ واقف ہیں۔(۶۴)

(ز) سفر کے احوال سے متعلق ابنِ عمرؓ کی روایت کو حضرت عائشہؓ کی روایت پر ترجیح:۔

سفر میں آپ کی نفل نماز کا ذکر کرتے ہوئے علامہ قسطلانی نے ابنِ عمرؓ کی حدیث نقل کی ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی اکرم ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ سفر کیا۔ وہ سب سفر میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور ان دو رکعتوں سے پہلے بھی اور بعد میں بھی کوئی نماز نہ پڑھتے۔'' (٦٥)

جبکہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

''آپؐ ظہر سے پہلے اور بعد کی دو رکعت کبھی نہ چھوڑتے تھے۔'' (٦٦)

علامہ قسطلانی کے مطابق: حضرت عائشہؓ کی اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ آپؐ سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے اور شاید کہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے اکثر احوال جو اقامت سے متعلق تھے کے بارے میں خبر دی ہے اور مرد حضرات آپؐ کے سفر کے احوال سے عورتوں کی نسبت زیادہ واقف تھے۔ (٦٧)

(ح) مثبت نفی پر مقدّم ہوتا ہے۔

بعض متعارض روایات ایسی ہوتی ہے کہ جن میں ایک روایت سے کسی مسئلہ کا مثبت پہلو مستنبط ہوتا ہے تو دوسری روایت سے اس مسئلے کا منفی پہلو نکلتا ہے۔ مؤلف نے ایسی متعارض روایات میں جس روایت سے مثبت پہلو نکلتا ہے اس کو اس روایت پر ترجیح دی ہے جس سے منفی پہلو نکلتا ہے۔ المواهب اللدنية میں اس کی چند مثالیں مذکور ہیں۔

☆ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

''مارأيت رسول الله ﷺ مستجمعا قط ضاحكاحتى ارى لهواته انما كان يتبسم۔'' (٦٨)

میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا جس سے آپ ﷺ کے لھوات نظر آ جائیں۔ بیشک آپ ﷺ مسکراتے تھے۔

جبکہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

''فضحك رسول الله ﷺ حتى بدت نواجذه۔'' (٦٩)

آپ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کی نواجذ (پچھلی داڑھیں) ظاہر ہوگئیں۔

علامہ قسطلانی کے مطابق: ''حضرت عائشہؓ نے رؤیت کی نفی کی ہے اور ابوھریرہؓ نے جس چیز کا مشاہدہ کیا ہے اس کی خبر دی ہے اور مثبت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔'' (٧٠)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

☆ صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے:

وکان اصحابه علیه السلام یصلون رکعتین قبل المغرب قبل ان یخرج الیهم ﷺ۔ (۷۱)

اور آپ ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کے آنے سے پہلے مغرب کی دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

مؤلف کے مطابق: اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازِ مغرب کے بعد اور نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتوں پر صحابہ کرامؓ کا عمل تھا۔ یہ استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ جہاں تک یہ مروی ہے کہ آپؐ نے یہ دو رکعتیں نہیں پڑھیں تو اس سے استحباب کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ سنّت نہیں ہے۔ ان دو رکعتوں کو امام احمد، امام اسحاق اور اصحاب حدیث نے مستحب کہا ہے۔ (۷۲)

ابنِ عمرؓ سے مروی ہے:

مارأیت أحدا یصلیها علی عهده ﷺ عن الخلفاء الاربعة وجماعة من الصحابة انهم کانوالایصلونهما۔ (۷۳)

میں نے نبی اکرم ﷺ اور خلفائے اربعہ کے زمانے میں کسی کو یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی جماعتِ صحابہؓ میں سے کسی کو یہ دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہو۔

مؤلف کے مطابق ابنِ عمرؓ کے اس قول سے بعض مالکیہ نے ان دو رکعتوں کے نسخ کا دعوٰی کیا ہے۔ ان کے اس قول کی تردید کی گئی ہے۔ اس لیے کہ دعوٰی نسخ کی کوئی دلیل نہیں ہے اور روایت مثبت جو کہ حضرت انسؓ کی ہے وہ روایت نافی پر مقدم ہے اور روایت نافی ابنِ عمرؓ کی ہے۔ (۷۴)

(ط) موضوع وباطل روایات کی تردید ونشاندہی:

''المواهب اللدنیه'' میں موضوع اور ضعیف احادیث کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بقول علامہ شبلی نعمانی ان کی تعداد ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ (۷۵) نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت، حقیقتِ محمدیہ ﷺ، قبر نبوی کی زیارت، حضرت عباسؓ کے فضائل میں اور دیگر کئی موضوعات کے تحت مؤلف نے موضوع احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اور ان پر کوئی نقد وتبصرہ نہیں کیا۔

علاوہ ازیں بہت سی موضوع وباطل روایات کی انہوں نے نشاندہی کرتے ہوئے ان کی تردید بھی کی ہے۔ ان میں کچھ احادیث کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

أن الورد خلق من عرقه ﷺ أومن عرق البراق۔ (۷۶)

بے شک گلاب کے پھول کو آپ ﷺ کے پسینے یا براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف کے مطابق: ہمارے شیخ سخاوی نے ''الاحادیث المشتہرۃ'' میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث درست نہیں اور ابنِ حجر کے مطابق یہ حدیث موضوع ہے۔'' (۷۷)

ابوالفرج النہروانی نے ''الجلیس الصالح'' میں حضرت انسؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے:

لما عرج بی الی السماء بكت الارض من بعدی ۔۔۔ألا من أراد أن يشم رائحتی فليشم الورد الاحمر۔ (۷۸)

جب مجھے آسمان کی جانب لے جایا گیا تو زمین میرے بعد رو پڑی پس اس نے اپنی نباتات میں سے نصف اگایا۔ جب میں لوٹنے لگا تو میرے پسینے سے ایک قطرہ زمین پر گرا اور وہاں سرخ گلاب کا پھول اُگ آیا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری خوشبو سونگھے تو اسے چاہیے کہ وہ سرخ گلاب کا پھول سونگھے۔

مؤلف کے مطابق: میں نے اس حدیث کا ذکر اس لیے کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔'' (۷۹)

علامہ بیہقی کی ایک حدیث ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بھی جائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں آپؐ کے پیچھے آتی تو کچھ نہ دیکھتی سوائے اس کے کہ پاکیزہ خوشبو سونگھتی۔ (۸۰)

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن بن علوان کی موضوع احادیث میں سے ایک ہے۔ میں نے اس کا ذکر اس لیے کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔ (۸۱)

ان الله لما خلق العقل قال له أقبل فأقبل ثم قال له أدبر فأدبر فقال و عزتی و جلالی ما خلقت خلقا أشرف منك فبك آخذ وبك أعطی۔ (۸۲)

جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ آگے بڑھ۔ پس وہ آگے بڑھی۔ پھر اس سے کہا کہ پیچھے ہٹ۔ تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ تو اللہ نے فرمایا میری عزت اور جلال کی قسم میں نے تم سے زیادہ اشرف مخلوق پیدا نہیں کی۔ پس تیری ہی وجہ سے میں لیتا ہوں اور تیری ہی وجہ سے عطا کرتا ہوں۔

علامہ قسطلانی ابنِ تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث باتفاق موضوع ہے۔ (۸۳)

☆ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان جبريل أطعمنی الهريسة ، يشدبها ظهری قيام الليل۔ (۸۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مجھے جبریلؑ نے ہریسہ کھلایا تا کہ اس کے ذریعے میں رات کے قیام کے لیے قوت حاصل کروں۔" یہ حدیث طبرانی کی اوسط میں ہے۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن الحجاج اللخمی واضع حدیث ہے۔ اس نے اس حدیث کو وضع کیا ہے۔(۸۵)

☆ ایک اور حدیث علامہ قسطلانی نے صیغۂ تمریض کے ساتھ نقل کی ہے:

الفقر فخری وبه افتخر۔(۸۶) فقر میرا فخر ہے اور اس کی وجہ سے میں فخر کرتا ہوں۔

مؤلف نے اس حدیث کی تردید میں ابنِ حجر کا قول نقل کیا ہے۔ ابنِ حجر کے مطابق:

"هو باطل موضوع"۔(۸۷) یہ حدیث باطل اور موضوع ہے۔

☆ حدیث الحمار کو مؤلف نے بحوالہ ابن الجوزی موضوع قرار دیا ہے۔(۸۸)

سنن ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ نبی اکرمؐ مریض کی تین دن بعد عیادت کرتے تھے۔(۸۹)

مؤلف نے بحوالہ ابو حاتم اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے۔(۹۰)

ان کے علاوہ مؤلف نے تقریباً اکیس مقامات پر موضوع روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں باطل اور موضوع قرار دیا ہے۔(۹۱)

(ی) ضعیف روایات کی نشاندہی

المواهب اللدنيه میں ضعیف احادیث بکثرت ہیں۔ مؤلف نے ان ضعیف احادیث کی نشاندہی کی ہے اور ان کے ضعف کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ ان ضعیف احادیث میں منکر، متروک، معضل، مدرج ہر درجے کی ضعیف احادیث ہیں۔ بعض احادیث شدید ضعف کی حامل ہیں۔

مؤلف نے عقیق کی انگوٹھی پہنے سے متعلق ضعیف احادیث کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً

تختموا بالعقيق واليمين أحق بالزينة)،(تختموا بالعقيق فانه مبارك(۹۲)

تم عقیق کی انگوٹھی پہنو اور دایاں ہاتھ زینت کا زیادہ حق دار ہے، تم عقیق کی انگوٹھی پہنو بیشک وہ باعث برکت ہوتی ہے۔

مؤلف نے ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ تمام احادیث غیر ثابت ہیں۔(۹۳)

ابنِ سعد اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کی ۱۸ تاریخ کو خیبر کی طرف نکلے۔'' (۹۴)

علامہ قسطلانی کے مطابق: اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔ لیکن راوی سے خطا ہوگئی ہے۔ شاید کہ آپ حنین کے لیے نکلے تھے۔ حدیث میں تصحیف ہوگئی ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ غزوہ حنین، غزوہ الفتح کے فوراً بعد ہوا تھا اور غزوہ الفتح میں آپؐ رمضان میں نکلے تھے۔'' (۹۵)

مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں عبداللہ بن ابوعامر الغسیل کی روایت ہے:

آپ نے ہر نماز کے لیے وضو کا حکم دیا ہے خواہ طاہر ہو یا غیر طاہر۔ (۹۶) پس جب یہ حکم گراں ہوا تو آپؐ نے ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیا اور وضو کا حکم ہٹا دیا۔ سوائے حدث لاحق ہونے کے۔

مؤلف کے مطابق: اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق راوی نے اس کو عنعن کے ذریعے روایت کیا اور وہ مدلس راوی ہے اور خصائص تو دلیلِ صحیح سے ہی ثابت ہوتے ہیں۔'' (۹۷)

امام بخاری اور مسلم کی روایت ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

آپؐ، ابوبکر اور عمر نماز کی ابتدا میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (۹۸) مسلم کی روایت میں ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ (۹۹)

مؤلف کے مطابق: لیکن یہ حدیث معلول ہے۔ حفاظ نے اسے معلول قرار دیا ہے جیسا کہ علوم الحدیث کی کتب میں ہے۔'' (۱۰۰)

علامہ قسطلانی نے صحیحین کے علاوہ باقی صحاح وسنن اور اسانید کے مجموعوں میں موجود ضعیف احادیث نقل کی ہیں۔ اکثر احادیث کے ضعف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ حدیث کے مجموعوں کے علاوہ، سیرت اور تاریخ کی کتابوں سے لی گئی روایات پر بھی تنقید وتبصرہ کیا ہے۔ حدیث کے متن اور سند دونوں میں موجود ضعف کو بیان کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے جن مصادر وماخذ کی احادیث پر کلام کیا ہے ان کی فہرست ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ حاشیہ میں ''المواھب اللدنیہ'' کے وہ صفحات نمبر بھی درج کیے جاتے ہیں جہاں ضعیف احادیث پر کلام کیا گیا ہے۔ یہ مصادر وماخذ درج ذیل ہیں۔

سنن ترمذی (۱۰۱)، سنن ابوداؤد (۱۰۲)، سنن ابن ماجہ (۱۰۳)، سنن نسائی (۱۰۴)، امام حاکم کی المستدرک (۱۰۵)، امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ (۱۰۶)، مسند احمد بن حنبل (۱۰۷)، مسند بزار (۱۰۸)، مسند ابویعلی (۱۰۹)، دیلمی کی مسند الفردوس (۱۱۰)، سنن دارمی (۱۱۱)، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۱۲)، مصنف عبدالرزاق (۱۱۳)، صحیح ابن حبان (۱۱۴)، مسند ابوداؤد طیالسی (۱۱۵)، مسند الشہاب (۱۱۶)، العسکری کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الامثال (۱۱۷)، ابن عدی کی الکامل (۱۱۸)، ابو عبدالرحمٰن السلمی کی آداب الصحبۃ (۱۱۹)، امام طحاوی کی مشکل الاثار (۱۲۰)، عقیلی کی ضعفاء الرجال (۱۲۱)، علامہ بیہقی کی دلائل النبوۃ (۱۲۲)، ابونعیم کی دلائل النبوۃ، الطب النبویؐ اور فضل العالم العفیف (۱۲۳)، سیرت ابنِ اسحاق (۱۲۴)، طبقات ابن سعد (۱۲۵)، تاریخ طبری (۱۲۶)، واقدی کی کتاب المغازی (۱۲۷)، علامہ سرقسطی کی دلائل النبوۃ (۱۲۸)، ابنِ سبع کی شفاء الصدور (۱۲۹)، الغیلانیات (۱۳۰)، تفسیر ابن ابی حاتم (۱۳۱) اور تفسیر ابن مردویہ (۱۳۲)۔ نیز ابن ابی الدنیا (۱۳۳)، ابن قتیبہ (۱۳۴) اور ابن عساکر (۱۳۵) کی روایات کی تضعیف کی ہے۔

(۲) متعارض ومتناقض روایات میں جمع وتطبیق:۔

علامہ قسطلانی نے گہرے تفکر وتدبر اور تحقیق وجستجو کے بعد ''المواھب اللدنیہ'' میں بہت سے مقامات پر متعارض ومتناقض روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے۔ متضاد روایات کی نشاندہی اور ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنا مؤلف کی دقتِ نظر اور بصیرت پر دال ہے۔

یوں تو ''المواھب اللدنیۃ'' میں متعارض روایات میں جمع وتطبیق کی کثیر مثالیں موجود ہیں لیکن یہاں پر چند امثال کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ علامہ قسطلانی کا متضاد روایات میں جمع وتطبیق کے ضمن میں کیا طرزِ استدلال ہے۔

☆ امام بخاری اور جمیع اہلِ مغازی کے نزدیک غزوہ بنی قریظہ کے لیے روانگی کے وقت نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت کی کہ وہ عصر کی نماز بنی قریظہ پہنچ کر پڑھیں گے۔ لیکن راستے میں عصر کا وقت ہوگیا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے عصر کی نماز راستے میں پڑھ لی اور بعض نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے پیشِ نظر نہیں پڑھی کہ بنی قریظہ پہنچ کر پڑھیں گے۔ (۱۳۶)

امام مسلم کے نزدیک یہ ظہر کی نماز تھی۔ (۱۳۷) علامہ قسطلانی نے بخاری ومسلم کی روایات میں موجود تضاد کو رفع کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ہوسکتا ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہو اور بعض نے نہ پڑھی ہو۔ جن صحابہ کرامؓ نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی ان سے کہا ہو کہ وہ ظہر کی نماز نہ پڑھیں اور جن صحابہ کرامؓ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی انہیں عصر کی نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ (۱۳۸)

☆ اسی طرح مؤلف نے صحیح بخاری اور مسندِ حارث بن ابی اسامہ کی احادیث میں جمع وتطبیق پیدا کی ہے۔ صحیح بخاری میں ابنِ عباسؓ سے مروی ہے:۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحشرون حفاة عراة غرلا (كما بدانا اول خلق نعيده) وان اول الخلائق يكسى يوم القيامة ابراهيم۔ (۱۳۹)

تم برہنہ سر، برہنہ بدن اور ننگے پاؤں اٹھائے جاؤ گے (جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ پیدا فرمایا اسی طرح دوبارہ انہیں اٹھائیں گے) اور مخلوق میں سے سب سے پہلے ابراھیمؑ کو قیامت کے روز لباس پہنایا جائے گا۔

جبکہ مسند حارث بن ابی اسامہ کی حدیث میں ہے:

فانهم يبعثون فى اكفانهم ويتزاورون فى اكفانهم (۱۴۰)

مردے اپنے کفنوں میں اٹھائے جائیں گے اور انہی میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔

مؤلف کے مطابق: اس حدیث اور بخاری کی حدیث میں جمع اس طرح ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کو برھنہ اٹھایا جائے گا اور بعض کو لباس کے ساتھ۔ یا سب کو برھنہ اٹھایا جائے گا پھر انبیاءؑ کو لباس پہنایا جائے گا اور سب سے پہلے ابراھیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا یا پھر یہ کہ سب قبروں سے ان کپڑوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن میں انہوں نے وفات پائی۔ حشر کی ابتداء میں وہ کپڑے ان سے بکھر جائیں گے اور سب برھنہ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد سب سے پہلے ابراھیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔'' (۱۴۱)

☆ امام بخاری کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہوتا تھا۔ (۱۴۲)

لیکن ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپؐ کے دروازے پر دربان تھا۔ یہ روایت مسند احمد اور امام بخاری کی کتاب الفتن میں موجود ہے۔ (۱۴۳)

مؤلف نے ان دونوں روایات کے درمیان مطابقت پیدا کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جب آپؐ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مصروف نہ ہوتے اور نہ ہی کسی اور ذاتی کام میں مشغول ہوتے تو اپنے اور لوگوں کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتے تھے۔ تاکہ لوگ اپنے کاموں کے لیے آسکیں۔'' (۱۴۴)

☆ سنن ابوداؤد کی روایت ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' (۱۴۵)

جبکہ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھایا سوائے ایک مرتبہ کے۔ (۱۴۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ قسطلانی کے مطابق: ''ان دونوں روایات میں جمع اس طور پر ممکن ہے کہ مجاہد کی روایت میں ایک مرتبہ ٹیک لگا کر کھانے کا جو ذکر ہے اس کی اطلاع عبداللہ بن عمرو کو نہ ملی ہو۔''(۱۴۷)

☆ امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ پر سیاہ عمامہ تھا۔(۱۴۸) جبکہ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں: آپؐ فتح کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر پر خود تھا۔(۱۴۹)

مؤلف نے ان دونوں احادیث میں اس طرح مطابقت پیدا کی ہے کہ سیاہ عمامہ مغفر خود کے اوپر تھا۔(۱۵۰)

☆ صحیح بخاری کی روایت ہے: حضرت انسؓ سے مروی ہے:

کان یعنی الحسین اشبھھم برسول اللہ ﷺ۔(۱۵۱)

حضرت حسینؓ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔

اس کے برعکس حضرت انسؓ کا ایک اور قول ہے:

لم یکن احد اشبہ بالنبی ﷺ من الحسن بن علی۔(۱۵۲)

حسن بن علی سے بڑھ کر کوئی نبی اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں تھا۔

مؤلف کے مطابق ان متعارض روایات میں جمع اس طور پر ممکن ہے کہ حضرت انسؓ کی وہ حدیث جس میں حضرت حسنؓ کی نبی اکرم ﷺ سے مشابہت کا ذکر ہے۔ حضرت حسنؓ کی زندگی میں ہی تھی۔ اس لیے کہ وہ ان دنوں اپنے بھائی حسینؓ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ جس روایت میں حضرت حسینؓ کی مشابہت کا ذکر ہے تو وہ بعد کی روایت ہے۔(۱۵۳)

☆ نبی اکرم ﷺ ظہر کی کتنی سنتیں پڑھتے تھے؟ امام بخاری نے ابنِ عمرؓ سے روایت کیا ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد میں بھی دو رکعتیں پڑھیں۔(۱۵۴)

اس کے برعکس ایک اور روایت میں امام بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ چھوڑتے تھے اور نہ صبح کی نماز سے قبل دو رکعت نماز چھوڑتے۔(۱۵۵)

علامہ قسطلانی ان متعارض احادیث میں مطابقت پیدا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو چار رکعتیں ادا کرتے اور جب مسجد میں نماز ادا کرتے تو ظہر سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرتے۔ یہ راجح قول ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کبھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپؐ چار رکعت ادا کرتے اور کبھی دو رکعتیں ادا کرتے۔ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ اور ابنِ عمرؓ دونوں نے مشاہدہ کیا تھا۔ اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن نہیں کیا جاسکتا۔(۱۵۶)

☆ صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث ہے:

دعاالنبی ﷺ ثم رفع یدیه حتی رأیت بیاض ابطیه۔(۱۵۷)

نبی اکرم ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

لیکن حضرت انسؓ سے مروی ہے:

نبی اکرمؐ دعا کرتے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے استسقاء کے۔(۱۵۸)

ان احادیث کے درمیان جمع اس طور پر ممکن ہے کہ استسقاء میں دونوں ہاتھ اس حد تک اٹھاتے کہ وہ چہرے کے بالمقابل ہوجاتے اور دعا میں کندھوں کے بالمقابل تک۔(۱۵۹)

درج بالامثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی نے متعارض روایات میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے کس طرح تحقیق وتفتیش کی ہے۔ یہ چیز مؤلف کی روایات واحادیث پر گہری دسترس کی عکاسی کرتی ہے اوران کی وسعتِ نظر اور محققانہ بصیرت پر دال ہے۔ ''المواہب اللدنیہ'' کے اور بھی بہت سے مقامات پر مؤلف کی روایات واحادیث میں جمع وتطبیق کی مثالیں ملتی ہیں۔(۱۶۰)

(۳) شواہد حدیث:۔

علامہ قسطلانی نے موضوع اور ضعیف احادیث کی نشاندہی اور تردید کے علاوہ ضعیف احادیث کو دیگر احادیث سے تقویت بھی دی ہے۔ مؤلف اس کے لیے'' شاہد'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔یعنی یہ حدیث کمزور حدیث کی شاہد ہے۔ گویا ضعیف حدیث کی تائید صحیح وضعیف دونوں احادیث سے کرتے ہیں۔علامہ قسطلانی کے اس طرزِ استدلال کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:۔

☆ آپؒ کا قول ہے:

الاقتصاد فی النفقه نصف المعیشة ، والتودد الی الناس نصف العقل، وحسن السؤال نصف العلم۔(۱۶۱)

خرچ میں اعتدال نصف معیشت ہے۔لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے اورحسنِ سوال نصف علم ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان اور قضاعی نے ''مسند الشھاب'' میں نقل کی ہے۔ علامہ بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس حدیث کی شاھد دوسری حدیث ہے۔ جسے عسکری نے ''الامثال'' میں روایت کیا ہے:

الاقتصاد نصف العیش ، وحسن خلق نصف الدین۔ (۱۶۲)

میانہ روی نصف عیش ہے اور لوگوں سے اچھا سلوک کرنا نصف دین ہے۔

اس حدیث کے دیگر شواھد میں سے یہ حدیث بھی ہے:

السؤال نصف العلم، والرفق نصف المعیشة ، وما عال امرؤ فی اقتصاد۔(۱۶۳)

سوال نصف علم ہے اور نرمی نصف معیشت ہے اور میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی تنگ دست نہیں ہوا۔

☆ • شواہد حدیث کی دوسری مثال درج ذیل ہے: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لاتقطعوا اللحم بالسکین فانه صنیع الاعاجم وانھشوا فانه أھنا وأمرأ۔(۱۶۴)

تم گوشت کو چھری سے مت کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اور اسے دانتوں سے کھاؤ کیونکہ یہ بہت ہاضم اور زیادہ دل پسند ہے۔

امام ابوداؤد کے مطابق یہ حدیث قوی نہیں ہے۔(۱۶۵)

علامہ قسطلانی ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حدیث: انھشوا اللحم فانه اھنا وامرأ پہلی حدیث کی شاہد ہے۔(۱۶۶)

☆ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: اللہ تعالی نے سورۃ المزمل میں قیام اللیل کو فرض قرار دیا ہے۔ یعنی ''یاایھاالمزمل'' پس اللہ کے نبیؐ اور ان کے اصحاب نے اس پر عمل کیا۔ حتی کہ اس سورۃ کے آخر میں اس حکم میں تخفیف کردی گئی۔ پس قیام اللیل فرض کے بعد نفل ہوگیا۔(۱۶۷)

محمد بن نصر نے قیام اللیل میں ابنِ عباسؓ سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔ جو حضرت عائشہؓ کی حدیث کی شاہد ہے۔ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ حکم دینے اور منسوخ کرنے میں ایک سال کا عرصہ ہے۔(۱۶۸)

شواھد حدیث کی ایک اور مثال یہ ہے: علامہ بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے:

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔"(۱۶۹)

انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف کے مطابق اس حدیث کے شواہد میں سے صحیح مسلم کی حدیث ہے۔واقعہ معراج کی حدیث میں آپؐ سے مروی ہے:

مررت بموسی وھوقائم یصلّی فی قبرہ۔(۱۷۰)

میں موسیٰؑ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

شواھدِ حدیث کی اور بھی بہت سی مثالیں ''المواھب اللدنیہ'' میں موجود ہیں۔(۱۷۱)

(۴) کثرتِ طرق کی بناء پر حدیث کی صحت:

بعض محدثین کا اصول ہے کہ اگر کسی ضعیف حدیث کے متعدد طرق ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔کثرتِ طرق سے کمزور حدیث صحت کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔''المواھب اللدنیہ'' میں اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں واقعہ غرانیق مذکور ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپؐ نماز میں سورۃ النجم کی قرأت کررہے تھے۔ جب آپؐ اس آیت پر پہنچے ''افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثہ الاخری'' (النجم:۱۔۲) تو شیطان نے آپؐ کی تلاوت کے ساتھ یہ الفاظ ملادیئے۔''تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی''۔جب آپؐ نے سورۃ ختم کی اور سجدہ کیا تو مشرکین نے بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپؐ ان کے معبودوں کا ذکر بھلائی کے ساتھ کررہے ہیں اور یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔(۱۷۲)

یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے۔مؤلف نے وہ تمام طرق نقل کیے ہیں۔اس واقعہ کو امام فخرالدین رازی، قاضی عیاض، ابن حجر اور دیگر کئی علماء اور محققین نے باطل اور موضوع قرار دیا ہے۔(۱۷۳) علامہ قسطلانی نے اس حدیث کے تمام طرق نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

فان الطرق اذا کثرت وتباینت مخارجها دل ذلك علی ان لها اصلاً۔(۱۷۴)

''جب کسی روایت کے طرق کثرت سے ہوں اور اس کے مخارج بھی واضح ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس واقعہ کی اصلیت ہے۔''

☆ اسی طرح حدیث الغزالہ ہے۔(۱۷۵) مؤلف کے مطابق: اس حدیث کو بیہقی نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ائمہ کی ایک جماعت اس حدیث کو ضعیف قرار دیتی ہے۔لیکن اس کے طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔(۱۷۶)

☆ آپؐ کا فرمان ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من وسع علی عیاله فی یوم عاشوراء وسع الله علیه السنة کلها۔(۱۷۷)

جس نے یومِ عاشورہ کے روز اپنے عیال کو کشائش دی اللہ تعالی اس کو سارا سال کشائش دے گا۔

اس حدیث کی روایت طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

علامہ قسطلانی، علامہ بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان اسانید کلها ضعیفة ولکن اذا ضم بعضها الی بعض افاده قوة۔(۱۷۸)

''اس حدیث کی تمام اسناد اگرچہ ضعیف ہیں لیکن سب ملکر قوت کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(۵) روایات کے ماخذ واسناد کا التزام:

تیسری اور چوتھی صدی میں لکھی جانے والی کتبِ سیرت یعنی سیرۃ ابنِ اسحاق، طبقات ابنِ سعد، تاریخ طبری اور واقدی کی کتاب المغازی سیرت کی امہات کتب کہلاتی ہیں۔ اس دور کے سیرت نگاروں نے اپنی سیرت نبویؐ میں اسناد کی پابندی کی ہے۔ بعد کے تمام ادوار میں لکھی جانے والی کتبِ سیرت کا سرچشمہ یہی چار کتابیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے سیرت نگاروں نے بغیر اسناد کے ان کی کتبِ سیرت سے مواد اخذ کیا۔ اس لیے کہ اسناد ان کتب میں موجود تھیں۔ علامہ قسطلانی نے اپنی سیرت نبوی ﷺ میں بہت زیادہ مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ یہ مصادر و مآخذ حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، تصوّف کی کتابوں کے مجموعوں پر مشتمل ہیں۔ مؤلف نے ان تمام مصادر و مآخذ سے اسقدر کثیر روایات لی ہیں کہ اگر وہ ہر روایت کی سند نقل کرتے تو ان کی کتاب بہت ضخیم ہو جاتی۔ اختصار کی غرض سے انہوں نے اسناد تو نقل نہیں کیں لیکن روایات کے مآخذ کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ''المواهب اللدنیه'' میں کہیں کہیں پوری سند کا ذکر ملتا ہے۔ مؤلف نے اگر پوری سند نقل کی بھی ہے تو صرف ان احادیث و روایات کی جن کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے یا جو موضوع اور ضعیف احادیث ہیں۔ صحیح احادیث و روایات کی اسناد درج نہیں کیں۔

ایسی موضوع اور ضعیف احادیث جن کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے ان میں سے چند ایک احادیث اور ان کی اسناد مثال کے طور پر درج کی جاتی ہیں۔

☆ آپؐ نے فرمایا:

نیّة المؤمن ابلغ من عمله۔(۱۷۹)

مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بڑھی ہوئی ہے۔

مؤلف نے اس کی درج ذیل سند نقل کی ہے۔ رواه القضاعی عن اسماعیل بن عبدالرحمن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الصفار، اخبرنا علی بن عبدالله الفضل حدثنا محمد بن الحنیفة الواسطی ، حدثنا محمد بن عبدالله الحلبی ، حدثنا یوسف بن عطیة عن ثابت عن انس۔(۱۸۰)

مؤلف قضاعی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وهذا اسناد لاضوء علیه ویوسف بن عطیه متروك الحدیث۔(۱۸۱)

اس سند پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور یوسف بن عطیہ متروک الحدیث ہے۔

☆ آپؐ نے فرمایا:

حبك الشیء یعمی ویصم۔ (۱۸۲)

تمہاری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

اس کی سند درج ذیل ہے۔

رواه ابوداؤد والعسکری من حدیث بقیة بن الولید ، عن ابی بکر بن عبدالله بن ابی مریم عن خالد بن محمد الثقفی عن بلال بن ابی الدرداء عن ابیه مرفوعاً۔(۱۸۳)

علامہ قسطلانی کے مطابق اس سند میں ابن ابی مریم ضعیف ہے۔ علامہ صغانی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے۔(۱۸۴)

☆ مسند احمد کی حدیث ہے:

ان رسول الله ﷺ کفن فی سبعة اثواب۔(۱۸۵)

آپ ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اس حدیث کی سند یہ ہے: عن عبدالله بن محمد بن عقیل ، عن ابن الحنفیة عن علی ۔(۱۸۶)

مؤلف نے ابنِ حزم کے حوالے سے لکھا ہے: اس سند میں وہم ابن عقیل یا بعد والے راوی میں ہے۔(۱۸۷)

☆ مؤلف نے امام بیہقی کے حوالے سے ایک موضوع حدیث اور اس کی سند پر تنقید کی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب بھی جائے حاجت کے لیے جاتے ۔ بعد میں، میں بھی آپؐ کے پیچھے جاتی تو کچھ بھی نہ دیکھتی سوائے اس کے کہ پاکیزہ خوشبو سونگھتی۔ میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تو جانتی ہے کہ ہمارے جسم اہلِ جنت کی ارواح پر پرورش پاتے ہیں اور ان اجسام میں سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے۔(۱۸۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف اس کی مکمل سند نقل کرنے کے بعد علامہ بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں: یہ حسین بن علوان کی موضوع احادیث میں سے ایک ہے۔ اس کا ذکر اس لیے ضروری ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔(۱۸۹)

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی نے مکمل اسناد صرف موضوع اور چند ضعیف احادیث کی درج کی ہیں۔(۱۹۰) ان میں زیادہ تر روایات واحادیث کے لیے انہوں نے کتب کا حوالہ دیا ہے۔

المواهب اللدنية میں کچھ روایات ایسی بھی ہیں جن کے ماخذ کا مؤلف نے ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صیغہ مجہول کے ساتھ ان کو روایت کیا ہے۔ مثلاً حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اثبات کے ضمن میں احادیث نقل کرتے ہوئے ایک روایت صیغہء مجہول کے ساتھ شروع کی ہے۔ وہ روایت درج ذیل ہے:

وقيل: ان الله تعالى لما خلق نورنبينا محمد ﷺ امره ان ينظر الى انوار الانبياء عليهم السلام۔۔۔الى آخره۔(۱۹۱)

ایک اور روایت یوں نقل کی ہے:

وفى الخبر: لما خلق الله آدم جعل ذالك النور فى ظهره فكان يلمع فى جبينه ، فيغلب على سائر نوره ۔(۱۹۲)

نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے متعلق کئی روایات مؤلف نے فزعموا اور فذکروا کے صیغے سے شروع کی ہیں۔(۱۹۳) علامہ شبلی نے ان احادیث پر سخت تنقید وتبصرہ کیا ہے۔(۱۹۴)

(۶) راویوں کی جرح وتعدیل:

علامہ قسطلانی نے ''المواهب اللدنيه'' میں موضوع وضعیف احادیث کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان احادیث کے راویوں کی جانچ پڑتال بھی کی ہے۔ جب کوئی ضعیف یا موضوع حدیث نقل کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ اس حدیث میں ضعف اس وجہ سے آیا ہے کہ اس کی سند کا ایک راوی متروک ہے۔ ''المواهب اللدنيه'' میں راویوں پر نقد وجرح کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

☆ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اذان ہجرت سے قبل مکہ میں مشروع ہوئی تھی ۔ ان میں سے ایک حدیث امام طبرانی نے نقل کی ہے:

عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو اسراء ہوئی تو اللہ نے اس وقت آپ ؐ کو اذان کی وحی کی پس آپ ؐ نے وہ اذان بلال کو سکھائی ۔(۱۹۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف کے مطابق اس حدیث کی سند میں طلحہ بن زید راوی متروک ہے۔(۱۹۶)

امام طبرانی، سھل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ تو عباس کو بخش دے اور عباس کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں کو بھی بخش دے۔(۱۹۷)

مؤلف کے مطابق ''اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن حاتم المرادی المصری متروک راوی ہے۔(۱۹۸)

☆ آپؐ نے فرمایا:

الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھاوتمنی علی اللہ الامانی۔(۱۹۹)

عقلمند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع کیا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیا اور عاجز وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگایا اور اللہ سے آرزوؤں کی امید کی۔

امام حاکم نے اسے شداد بن اوس سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذھبی نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اس میں ایک راوی ابن ابی مریم واھی ہے۔(۲۰۰)

ضعیف راویوں کی جانچ پڑتال کے ساتھ ساتھ مؤلف نے مجہول راویوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ ابنِ مسعود سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تسبوا قریشاً فان عالمھا یملاء طباق الارض علماً۔(۲۰۱)

تم قریش کو برا بھلامت کہو اس کا ایک عالم زمین کے طباق کو علم سے بھردے گا۔

مؤلف کے مطابق ابو داؤد عباسی نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے ۔ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔(۲۰۲)

امام حاکم کی روایت ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں تشھد پڑھے تو اسے چاہیے کہ کہے'' اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد ، وارحم محمدوآل محمد، کما صلیت و بارکت وترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید۔(۲۰۳)

مؤلف کے مطابق کچھ لوگوں نے اسے صحیح کہا ہے تو انہوں نے وہم کیا ہے۔ اس لیے کی یہ یحیی بن السباق کی روایت ہے اور وہ مجہول راوی ہے اور مبہم آدمی سے روایت کررہا ہے۔(۲۰۴)

مؤلف نے ضعیف اور مجہول راویوں کی نشاندھی کے ساتھ کذاب اور واضع راویوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

داؤد بن المحبر کی ''کتاب العقل'' سے مؤلف نے ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ داؤد بن المحبر کذاب راوی ہے۔(۲۰۵)

امام طبرانی نے الاوسط میں ایک روایت نقل کی ہے۔آپؐ نے فرمایا:

ان جبریل اطعمنی الهریسة ، یشدبها ظهری قیام اللیل۔(۲۰۶)

جبریل نے مجھے ہریسہ کھلایا کہ اس سے رات کے قیام کے لیے میری کمر مضبوط ہوجائے۔

مؤلف کے مطابق اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن الحجاج اللخمی نے اس حدیث کو وضع کیا ہے۔(۲۰۷)

خلاصۂ بحث

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اوراحمد بن محمد کا شمار دسویں صدی ہجری کے عظیم سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔اس دور کی تمام کتب سیرت میں سے ان کی کتاب ''المواهب اللدنیه'' کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ المواهب اللدنیه کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ محدثین اور اہلِ سیر کی روایات کا حسین امتزاج ہے۔چنانچہ انہوں نے المواهب اللدنیه کی تالیف میں اس تحقیقی منہج کو اختیار کرتے ہوئے روایات کی ترجیح وتردید میں خاص معیار کو مدنظر رکھا ہے۔سیرتِ نبویہ ﷺ کے ہر واقعہ کے لئے اہلِ سیر کی روایات کے پہلو بہ پہلو محدثین کی روایات بھی لاتے ہیں اور موازنہ ومقارنہ کے بعد صحیح روایت کی نشاندہی کرتے ہیں۔مثلاً واقدی کی روایت کے مطابق فتح مکہ کے لیے آپ ﷺ رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد نکلے جبکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان کی دو راتیں گزرنے کے بعد نکلے تھے۔امام قسطلانی نے مسند احمد کی روایت کو درست قرار دیا ہے۔

روایت کی ترجیح وتردید کے ضمن میں علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحیحین کی روایات کو نہ صرف اہل سیر کی روایات پر بلکہ دیگر صحاح واسانید اورسنن کے مجموعوں کی روایات پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔مثلاً غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ ذی قرد کی تاریخ میں اہلِ سیر اور محدثین کی روایات اختلاف پایا جاتا ہے۔علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی روایت کو درست قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ غزوہ،غزوہ خیبر کے بعد ہوا ہے۔لیکن بعض مواقع پر تحقیق وتفتیش کے بعد انہوں نے اہلِ سیر کی روایات کو محدثین کی روایات پر ترجیح دی ہے۔

علامہ قسطلانی جہاں بعض روایات کو بعض روایات پر ترجیح دیتے ہیں وہاں بہت سی خلافِ قرائن و قیاس روایات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں چنانچہ محدثین اور اہل سیر کی کئی خلافِ قرائن روایات کی انہوں نے تردید کی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مثلاً غزوہ سیف البحر جو قبیلہ جہینہ کی طرف بھیجا گیا تھا اس کی تاریخ ابنِ سعد نے آٹھ ہجری بتائی ہے۔ علامہ قسطلانی کے مطابق یہ قول محل نظر ہے اس لیے کہ اس مدت (۸ ہجری) کے دوران قریشی قافلوں کو لوٹنا ناممکن تھا۔ وہ مسلح حالت میں تھے۔ پس صحیح یہ ہے کہ یہ غزوہ چھ ہجری سے قبل کا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل سے متعلق روایت میں حضرت عائشہؓ کی روایت کو ابن عباسؓ کی روایت پر اس لئے ترجیح دی ہے کہ حضرت عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات سے دیگر صحابہ کرامؓ کی نسبت زیادہ واقف تھیں۔ لیکن سفر کے احوال سے چونکہ صحابہ کرامؓ زیادہ آگاہ تھے۔ اسی ضمن میں انہوں نے ابن عمرؓ کی روایت کو حضرت عائشہؓ کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ مثبت، نافی پر مقدم ہوتا ہے۔ اس اصول کے تحت مؤلف نے ان روایات کو جن سے مسئلے کا مثبت پہلو نکلتا تھا، ان روایات پر مقدم رکھا ہے جن سے مسئلے کا منفی پہلو نکلتا تھا۔ روایت کی ترجیح وتردید کے علاوہ مؤلف نے موضوع وباطل احادیث کی نشاندہی اور ان کی تردید اور اسی طرح ضعیف احادیث پر تنقید بھی کی ہے۔ متعارض ومتناقض روایات میں جمع وتطبیق، کثرتِ طرق کی بناء پر حدیث کی تقویت کے علاوہ راویوں کی جرح وتعدیل بھی کی ہے۔ ان اصول وقواعد سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی محض سیرت نگار ہی نہیں محدث بھی تھے۔

حوالہ جات وحواشی

(الف) علامہ قسطلانی ۱۲ ذوالقعدہ ۸۵۱ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۴۴۸ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمری میں ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد حصولِ تعلیم کے لیے اپنے وقت کے جید علماء سے کسبِ فیض کرتے ہوئے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کرلی۔ حصولِ تعلیم کے بعد آپ نے وعظ وتدریس کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ آپ نے جامع عمریمیں وعظ اور جامع عمرو میں خطیب کی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو دومرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ حج کے علاوہ بھی آپ نے کئی مرتبہ حجاز کا سفر کیا۔ آپ اپنی زاہدانہ اور متصوفانہ طبیعت کی بناء پر شاہانِ وقت سے دور رہتے تھے۔ اس کے برعکس آپ اہلِ علم وفضل لوگوں کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی عالم شیخ ابراھیم المتبولی کی صحبت اختیار کی۔ آپ کے وعظ میں بہت تاثیر ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے مواعظ کی مجلسوں میں شریک ہوتی۔ آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ آپ وسیلہء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا مانگنے کے قائل تھے۔ لیلۃ المولد کو لیلۃ القدر سے افضل قرار دیتے۔ ۸ محرم ۹۲۳ھ کو آپ نے قاہرہ میں وفات پائی۔ آپ کو جامع ازھر کے قریب مدرسۃ عینی میں دفن کیا گیا تفصیل کے لیے دیکھئے:

السخاوی محمد بن عبدالرحمن، شمس الدین (م ۹۰۲ھ) :الضوء اللامع لأهل القرن التاسع،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیروت:لبنان ،١٠/٢/١٠٣،١٠٤ ابن عماد الحنبلی(م١٠٨٩ھ):شذرات الذهب فی أخبار من ذهب ، بیروت: دارلمسیرة،١٣٩٩ھ،١٣٥/٨؛حاجی خلیفه:کشف الظنون فی أسامی الکتب والفنون، بیروت:دارإحیاء التراث العربی،١٨٩٧/٢

(١) واقدی، محمد بن عمر بن واقد (م۲۰۷ھ)، کتاب المغازی، تحقیق: مارسدن، جونس، آکسفورڈ ۱۹۶۶ء، ۸۰۱/۱

(٢) احمد بن حنبل، أبوعبداللہ الشیبانی (م ۲۴۱ھ)، المسند، مکتبۃ دارالباز مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۳ء، ۲۷۵/۱۰

(٣) القسطلانی، أحمد بن محمد شہاب الدین ابوالعباس (م ۹۲۳ھ)، المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۳۱۰/۱

(۴) خلیفہ بن خیاط بن أبی ھبیرہ اللیثی العصفری (م ۲۴۰ھ)، تاریخ خلیفۃ، تحقیق: ڈاکٹر مصطفیٰ نجیب فواز، ڈاکٹر حکمت کشلی فواز، دارالکتب بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء (ص ۳۵)

(۵) ابنِ سعد، محمد بن سعد بن منیع الزہری (م ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبریٰ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۳۱۶/۲

(۶) المواہب اللدنیہ، ۴۴۲،۴۴۱/۱

(۷) ابن ہشام، عبدالملک (م ۲۱۸ھ)، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ السقا، ابراہیم الأبیاری، عبدالحفیظ شلبی، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء، ۲۲۵/۳، علامہ قرطبی نے ۴ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری کی تاریخ لکھی ہے۔القرطبی، أحمد بن عمر بن ابراہیم، أبوالعباس (م ۶۵۶ھ)، المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، تحقیق: محی الدین زید، یوسف علی بدیوی، دارابن کثیر دمشق بیروت ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء، ۶۹۳/۳

(۸) الطبقات الکبریٰ، ۲۰۸/۱؛ ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد التمیمی البستی، أبوحاتم (م ۳۵۴ھ)، کتاب الثقات، تحقیق: ابراہیم شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹-۱۹۹۸ء، ۹۶/۱؛ ابن حبان، محمد بن احمد التمیمی البستی، أبوحاتم (م ۳۵۴ھ)، السیرۃ النبویۃ وأخبار الخلفاء، دارالفکر بیروت، ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷ء، ۲۴۹

(۹) المواہب اللدنیہ، ۲۳۰/۱

(۱۰) البخاری، محمد بن اسماعیل، أبوعبداللہ (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹ء/ دارابن کثیر بیروت، ۹۹۹، الکتاب المغازی، باب غزوۂ ذات الرقاع، ۵۱/۵/۳

(۱۱) المواہب اللدنیہ، ۲۳۰/۱؛ ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، أبوالفضل (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، تحقیق: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، المکتبۃ التجاریۃ مصطفیٰ أحمد الباز، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶ء، کتاب المغازی، باب غزوئه ذات الرقاع، ۱۸۰،۱۷۹/۸

(۱۲) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوئه ذات قرد، ۷۱/۵/۳؛ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، أبوالحسین (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۸۱ء/ دارالسلام للنشر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والتوزیع،۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰ء، کتاب الجہاد والسیر ،۶/ ۱۲/ ۱۸۳

(۱۳) المواھب اللدنیہ،۱/ ۳۵۶

(۱۴) المفہم ،۳/ ۶۸۰

(۱۵) المواھب اللدنیہ،۱/ ۳۵۶؛فتح الباری، کتاب المغازی،باب غزوئہ ذات قرد۸/ ۲۳۴

(۱۶) مالک بن أنس الأصبحی (م ۱۷۹ھ)، المدوّنۃ الکبریٰ، تحقیق: أحمد عبدالسلام، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۴ء،۱/ ۲۴۶

(۱۷) صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلّی بغیر منبر،۱/ ۲/ ۴؛صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ العیدین،۶/ ۱۷۷

(۱۸) المواھب اللدنیہ، ۳/ ۲۳۴، ۲۳۵

(۱۹) السیرۃ النبویۃ،۴/ ۲۳۲

(۲۰) صحیح بخاری، کتاب المغازی،باب وفدبنی حنیفہ،۳/ ۵/ ۱۱۸؛صحیح مسلم، کتاب الرؤیا،۸/ ۱۱/ ۳۳

(۲۱) المواھب اللدنیہ،۱/ ۴۷۴

(۲۲) صحیح بخاری، کتاب المغازی،باب غزوئہ سیف البحر،۳/ ۵/ ۱۱۴؛ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی (م۲۷۵ھ)، السنن، دارالجیل ،بیروت لبنان ،۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، کتاب الأطعمہ، باب فی دواب البحر،۳/ ۲۶۳(۳۸۴۰)

(۲۳) المواھب اللدنیہ،۱/ ۳۰۴

(۲۴) ایضاً،۱/ ۳۰۴، ۳۰۵

(۲۵) الترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ (م۲۷۹ھ)، الجامع الصحیح ، شرکۃ مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر۱۹۷۵ء/ دارالسلام للنشر والتوزیع،۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹ء ،کتاب الزکوۃ،باب ماجاء فی فضل الصدقہ،۱۷۰(۶۶۳)

(۲۶) صحیح مسلم، کتاب الصیام،باب فضل صوم المحرم،۴/ ۸/ ۵۵

(۲۷) المواھب اللدنیہ،۳/ ۲۹۹

(۲۸) ایضاً،۱/ ۲۶۱

(۲۹) الطبقات الکبریٰ،۲/ ۲۹۵

(۳۰) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق۔۔۔۶۸۲، ۶۸۳(۴۰۳۸)

(۳۱) المواھب اللدنیۃ،۱/ ۲۶۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳۲) السیرۃ النبویۃ، ۲/ ۲۲۷؛ ابن حزم، ابومحمد علی بن احمد بن سعید (م ۴۵۶ھ)، جوامع السیرۃ، تحقیق: احمد محمد شاکر، حدیث اکادمی نشاط آباد فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ-۱۹۸۱ء، ۱۰۹

(۳۳) صحیح مسلم، کتاب الجهادوالسیر، ۶/ ۱۲/ ۱۲۴

(۳۴) المواهب اللدنیه، ۱/ ۱۸۰

(۳۵) السیرۃ النبویۃ، ۲/ ۲۳۷؛ الطبقات الکبریٰ، ۲/ ۲۵۷

(۳۶) سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی المبارزۃ، ۳/ ۵۳ (۲۶۶۵)

(۳۷) المواهب اللدنیه ۱/ ۱۸۲؛ فتح الباری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل، ۸/ ۲۷

(۳۸) السیرۃ النبویۃ، ۳/ ۳۵۷، ابن سعد نے جمادی الاولی ۷ھ کی تاریخ بتائی ہے۔ دیکھئے الطبقات الکبریٰ، ۲/ ۳۰۲

(۳۹) فتح الباری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخیبر، ۸/ ۲۳۹؛ جوامع السیرۃ، ۲۱۱

(۴۰) المواهب اللدنیه ۱/ ۲۸۲؛ فتح الباری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخیبر، ۸/ ۲۳۹

(۴۱) سنن ابوداؤد، کتاب صلوٰۃ، باب من قال یصلی بکل طائفة رکعتین، ۲/ ۱۷ (۱۲۴۸)

(۴۲) المواهب اللدنیه، ۱/ ۲۳۰؛ فتح الباری، کتاب المغازی، غزوئه ذات الرقاع، ۸/ ۱۷۹، ۱۸۰

(۴۳) المواهب اللدنیة، ۱/ ۳۴۶؛ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوئه تبوک، ۳/ ۵/ ۱۲۸

(۴۴) النسائی، أحمد بن شعیب، أبوعبدالرحمٰن (م ۳۰۳ھ)، السنن الکبریٰ، تحقیق: حسن عبدالمنعم شلبی، مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء، کتاب مناسک الحج، باب الخطبه قبل یوم الترویة، ۲/ ۴۱۱، ۴۱۲ (۲۹۹۶)

(۴۵) المواهب اللدنیة، ۱/ ۳۵۵

(۴۶) ایضاً، ۱/ ۳۸۱

(۴۷) ایضاً، ۱/ ۳۸۱؛ نیز دیکھیے السیوطی، عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین (م ۹۱۱ھ)، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، دارالمعرفة بیروت لبنان، ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء، ۱/ ۳۹۳؛ علی الهندی، محمد طاهر بن علی (م ۹۸۶ھ)، تذکرۃ الموضوعات وفی ذیلها قانون الموضوعات والضعفاء، ادارۃ الطباعیة المنیریة بمصر ۱۳۴۳ھ، ۹۹؛ مصطفیٰ السباعی، ڈاکٹر، السنة ومکانتها فی التشریع الاسلامی، مکتبة دارالعروبة ۲۲ شارع الجمهوریة قاهرہ، ۱۳۸۰ھ-۱۹۶۱ء، ۴۹

(۴۸) دارقطنی، علی بن عمر بن أحمد بن مهدی، أبوالحسن (م ۳۸۵ھ)، السنن، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، کتاب الصیام، باب القبلة للصائم، ۲/ ۴/ ۱۸۳

(۴۹) المواهب اللدنیه، ۳/ ۲۸۲، ۲۸۳

(۵۰) السیرۃ النبویۃ، ۱/ ۲۹۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵۱) المواھب اللدنیہ،۱/۱۱۶

(۵۲) الطبقات الکبریٰ،۲/۳۱۵

(۵۳) المواھب اللدنیة،۱/ ۳۰۴

(۵۴) قاضی عیاض، أبوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض (م۵۴۴ھ)، الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، تحقیق: علی محمد البجاوی، مطبعۃ عیسی البابی وشرکاہ، قاہرہ، ۱۳۹۸ھ۔۱۹۷۷ء، ۱/۳۱۳؛ السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، شمس الدین (م۹۰۲ھ)، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، لاثانی کتب خانہ متصل جامع مسجد دودروازہ سیالکوٹ ،ب۔ت،۲۷

(۵۵) المواھب اللدنیة،۱/ ۳۷۵

(۵۶) الکامل فی التاریخ،۲/۱۵۶

(۵۷) المواھب اللدنیة،۳/ ۲۷۴

(۵۸) صحیح بخاری،کتاب الصلوٰۃ،باب التھجد باللیل،۲ / ۴۵؛صحیح مسلم،کتاب الصلوٰۃ،باب صلوٰۃالنبی ﷺ ودعائہ باللیل،۶/ ۴۴

(۵۹) صحیح مسلم،کتاب الصلوٰۃ،باب صلوٰۃالنبی ﷺ ودعائہ باللیل،۶/۵۱

(۶۰) صحیح مسلم،کتاب الصلوٰۃ،باب صلوٰۃ اللیل والوتر،۶/ ۱۶،۱۷؛صحیح بخاری،کتاب الصلوٰۃ،باب طول السجودفی قیام اللیل،۱/ ۲/۴۲،۴۳

(۶۱) المواھب اللدنیة،۳/ ۲۰۲؛زادالمعاد،۱/۳۲۹

(۶۲) صحیح مسلم،کتاب الصلوٰۃ،باب صلوٰۃ اللیل والوتر،۶/ ۱۷؛صحیح بخاری،کتاب الصلوٰۃ،باب قیام النبی ﷺ بااللیل فی رمضان ،۱/ ۲/۴۷

(۶۳) المصنف (ابن ابی شیبہ) کتاب الصلوات،باب کم یصلی فی رمضان من رکعة،۲/۱۶۵(۷۶۷۹)

(۶۴) المواھب اللدنیة،۳/۲۱۱

(۶۵) صحیح بخاری،کتاب الصلوٰۃ،باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوٰۃ،۱/ ۲/۳۸

(۶۶) صحیح بخاری،کتاب الصلوٰۃ،باب الرکعتین قبل الظھر،۱/ ۲/ ۵۴

(۶۷) المواھب اللدنیة،۳/۲۶۱

(۶۸) صحیح بخاری،کتاب التفسیر،سورۃ الاحقاف،۸۵۴(۴۸۲۸)نیز دیکھیے کتاب الادب،باب التبسم والضحک،۱۰۶۳(۶۰۹۲)؛البغوی، حسین بن مسعود الفراء بغوی (م۵۱۰ھ)، شرح السنۃ، تحقیق: شعیب الأرنووط، محمد زھیر الشاوش، المکتب الاسلامی،۱۳۵۰ھ۔۱۹۷۱ء، ۴/۳۸۸؛البغوی، حسین بن مسعود، الفراء البغوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشافعی (م۵۱۶ھ)، مصابیح السنّة، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء، ۲/ ۴۰۱ (۳۴۵۸)

(۶۹) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، ۱۰۶۲ (۶۰۸۷)

(۷۰) المواہب اللدنیة، ۲/ ۵۴

(۷۱) صحیح مسلم، کتاب صلوٰة المسافرین، باب استحباب رکعتین قبل صلوٰة المغرب، ۳۳۷ (۱۹۳۸)؛ جامع ترمذی، کتاب الصلوٰة، باب ماجاء فی الصلوٰة قبل المغرب ۵۱ (۱۸۵)

(۷۲) المواہب اللدنیة، ۳/ ۲۲۹

(۷۳) ایضاً، ۳/ ۲۲۹

(۷۴) ایضاً، ۳/ ۲۳۰

(۷۵) شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات، ۱/ ۵۲

(۷۶) المواہب اللدنیة، ۲/ ۷۴

(۷۷) ایضاً، ۲/ ۷۴، علامہ قسطلانی کے علاوہ متعدد محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے دیکھیے اللآلی ء المصنوعة، ۲/ ۲۷۶؛ تذکرة الموضوعات، ۱۶۱؛ العجلونی، اسماعیل بن محمد (م۱۱۶۴ھ)، کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث ـــ، مؤسسة مناہل العرفان بیروت، ب-ت، ۱/ ۲۵۸؛ الزرکشی، محمد بن عبداللہ، بدرالدین، أبوعبداللہ (م۷۴۵ھ)، اللآلی ء المنثورة فی الأحادیث المشتہرة، المعروف التذکرة فی الأحادیث المشتہرة، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء، ۱۹۷؛ ابن عراق کنانی، علی بن محمد (م۹۶۳ھ)، تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الأحادیث الشنیعة الموضوعة، مکتبة القاہرة بمصر، ب-ت، ۲/ ۲۷۰؛ علی القاری الھروی (م۱۰۱۴ھ)، المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع (وھو الموضوعات الصغری)، تحقیق: عبدالفتاح أبوغدہ، مکتب المطبوعات الاسلامیة بحلب، ۱۹۶۹ء، ۴۲؛ ملاعلی قاری، نورالدین علی بن محمد بن سلطان (م۱۰۱۴ھ)، الاسرار المرفوعة فی الأحادیث الموضوعة، تحقیق: محمد الصباغ، دارالامانة، مؤسسة الرسالہ بیروت لبنان ۱۳۹۱ھ-۱۹۷۱ء، ۱۳۴

(۷۸) المواہب اللدنیة، ۲/ ۷۵

(۷۹) ایضاً، ۲/ ۷۵؛ نیز دیکھیے الاسرار المرفوعہ، ۳۷۷؛ الشوکانی محمد بن علی (م۱۲۵۰ھ)، الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة، تحقیق: عبدالرحمٰن بن یحیی الیمانی، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۳۸۰ھ-۱۹۶۰ء، ۱۹۶

(۸۰) البیہقی، احمد بن الحسین، ابوبکر (م۴۵۸ھ)، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشریعہ، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء، ۶/ ۷۰؛ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی (م۵۹۷ھ)، العلل المتناہیة فی الأحادیث الواہیة، دارنشر الکتب الاسلامیة لاہور، ۱۹۷۹ء، ۱/

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۸۲؛الشفاء،۱/۸۸

(۸۱) المواہب اللدنیۃ،۲/۷۶

(۸۲) المواہب اللدنیۃ،۲/۱۸۶

(۸۳) ایضاً،۲/ ۱۸۶،نیز دیکھیے اللآلی ء المصنوعۃ،۱/ ۱۲۹،۱۳۰؛ الاسرارالمرفوعۃ، ۱۲۴، ۱۳۷ ؛ المصنوع،۳۵؛ کشف الخفاء،۱/۲۳۶، ۲۳۷؛ تنزیہ الشریعۃ،۲۰۲،۲۰۳

(۸۴) الطبرانی، سلیمان بن احمد، ابُوالقاسم (م ۳۶۰ھ)، المعجم الاوسط،تحقیق: ڈاکٹرمحمود الطحان، مکتبۃ المعارف الریاض (۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء)، ۷/۳۱۰(۶۵۹۶)؛المواہب اللدنیۃ،۲/۱۳۱

(۸۵) المواہب اللدنیۃ ،۲/ ۱۳۱، نیز دیکھیے ابن ابی حاتم(م۳۲۷ھ)، علل الحدیث، المکتبۃ الأثریۃ، سانگلہ ہل شیخوپورہ، ب۔ت،۲/ ۸؛المصنوع ۲۰۹، الاسرارالمرفوعۃ ۱۱۰، اللآلی ءالمصنوعۃ۲/ ۲۳۴، ۲۳۵، کشف الخفاء ۷۵، کتاب الموضوعات۲/۲۱۹، ۲۲۰

(۸۶) المواہب اللدنیۃ،۲/۱۲۶

(۸۷) ایضاً،۲/۱۲۶؛المصنوع، ۹۷؛ کشف الخفاء،۲/۸۷

(۸۸) المواہب اللدنیۃ،۲/ ۲۲۵؛ کتاب الموضوعات،۱/ ۲۱۸

(۸۹) المواہب اللدنیۃ،۳/۵

(۹۰) ایضاً،۳/ ۵؛نیز دیکھیے کشف الخفاء،۲/ ۷۵؛تنزیہ الشریعۃ،۲/ ۳۵۷؛اللآلی ء المصنوعۃ،۲/ ۳۰۳؛ اللآلی ء المنثورۃ ۴۶؛الفوائد المجموعۃ ۲۶۴

(۹۱) دیکھیے:المواہب اللدنیۃ۱ / ۳۸۱، ۲ / ۲۰، ۲۲، ۲۶، ۳۵، ۶۲، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۸۶، ۱۵۴، ۱۷۲، ۱۸۳، ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۲، ۳/۹۹، ۱۰۳، ۴/۳۷، ۴۴۶

(۹۲) ایضاً،۲/۱۶۸

(۹۳) ایضاً،۲/۱۶۹،ان احادیث کی دیگر بہت سے محدثین نے تردید کی ہے۔دیکھیے کتاب الضعفاء،۴/ ۲۹۷؛ العلل المتناہیۃ،۲/ ۲۰۵؛کشف الخفاء،۱ / ۲۹۹۔۳۰۰؛تنزیہ الشریعۃ،۲ / ۲۷۵؛اللآلی ء المصنوعۃ،۲ / ۲۷۲، ۲۷۳؛الاسرار المرفوعۃ،۱۵۸؛الفوائد المجموعۃ،۱۹۴، العسکری، حسن بن عبداللہ بن سعید، ابُواحمد(م۳۸۲ھ)، تصحیفات المحدثین، تحقیق: محمود احمد میرۃ، المطبعۃ العربیۃ الحدیثۃ،۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء،۱/ ۳۶۰

(۹۴) الطبقات الکبریٰ،۲ /۳۰۴،المصنف(ابن ابی شیبہ)، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخیبر، ۷/۳۹۴(۳۶۸۶۹)

(۹۵) المواہب اللدنیۃ،۱/ ۲۸۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۹۶) سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب السواک، ۱/ ۱۲ (۴۸)

(۹۷) المواھب اللدنیۃ، ۳/ ۱۱۴

(۹۸) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب مایقول عند التکبیر، ۱/ ۱/ ۱۸۱

(۹۹) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب حجۃ من قال لایجھر بالبسملۃ، ۱۶۹ (۸۹۰)

(۱۰۰) المواھب اللدنیۃ، ۳/ ۱۴۲

(۱۰۱) ایضاً، ۱/ ۳۰۲، ۲/ ۳۵، ۳۸، ۱۲۴، ۲۰۶، ۲۶۳

(۱۰۲) ایضاً، ۱/ ۱۸۲، ۲۸۹، ۲۶۷، ۲/ ۳۱، ۳۸، ۱۳۰، ۱۶۱، ۳/ ۱۶، ۲۸۳، ۳۶۰، ۳۹۸

(۱۰۳) ایضاً، ۲/ ۳۵، ۱۲۸، ۲۵۵، ۳/ ۱۱۸، ۱۲۳، ۲۰۷

(۱۰۴) ایضاً، ۱/ ۲۳۱، ۲۸۹، ۳۵۵، ۳/ ۱۶، ۳۰۳

(۱۰۵) ایضاً، ۱/ ۱۹۷، ۲۸۶، ۳۰۲، ۳۸۳، ۲/ ۳۵، ۳۸، ۳۱۱، ۳/ ۷۱، ۹۹، ۱۶۰، ۲۱۷، ۲۲۴

(۱۰۶) ایضاً، ۱ / ۱۶۵، ۴۶۵، ۲ / ۸۴، ۱۳۱، ۲۲۶، ۲۸۱، ۳۰۸، ۵۱۹، ۳ / ۴۲، ۷۷، ۸۷، ۸۸، ۳ / ۲۸۵، ۲۸۹، ۲۹۹، ۳۵۶، ۳۸۳، ۴۲۵

(۱۰۷) ایضاً، ۱/ ۲۶۷، ۲/ ۲۲۲، ۳/ ۱۶، ۱۱۷، ۲۰۶، ۲۱۴، ۳۰۳، ۳۹۷

(۱۰۸) ایضاً، ۱/ ۱۶۴، ۲/ ۱۲۱، ۱۷۱، ۳/ ۲۱۷، ۲۲۰، ۲۳۱

(۱۰۹) ایضاً، ۱/ ۳۱۲، ۲/ ۱۴۲، ۱۷۲، ۳/ ۳۸۰، ۴۰۲

(۱۱۰) ایضاً، ۲/ ۲۶، ۴۴، ۷۴، ۷۵، ۱۲۱

(۱۱۱) ایضاً، ۲/ ۳۸

(۱۱۲) ایضاً، ۱/ ۲۸۲، ۲/ ۲۶، ۳/ ۲۱۱

(۱۱۳) ایضاً، ۳/ ۱۹۰، ۲۲۶

(۱۱۴) ایضاً، ۲/ ۳۸، ۱۲۴، ۱۷۲، ۱۸۱، ۲۰۹، ۳/ ۴۰۴، ۴۲۵

(۱۱۵) ایضاً، ۲/ ۳۲۰، ۳/ ۱۰۳

(۱۱۶) ایضاً، ۲/ ۲۱، ۳۵

(۱۱۷) المواھب اللدنیۃ، ۲/ ۱۹، ۳۱، ۳۵

(۱۱۸) ایضاً، ۲/ ۲۲، ۱۱۱، ۱۳۸، ۱۷۲، ۳/ ۴۳، ۱۱۵، ۲۱۸، ۳۵۸، ۴۰۴

(۱۱۹) ایضاً، ۲/ ۲۷

(۱۲۰) ایضاً، ۲/ ۱۲۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۲۱) ایضاً،۳/۷۱

(۱۲۲) ایضاً/۱/۲۸۶،۲/۳۷،۳۸،۳۵۸،۳۸۷،۵۲۴،۳/ ۳۴،۷۷،۷۸،۸۸،۲۲۴،۲۴۶،۳۴۲،۳۵۸،۳۶۰،۳۶۴،۴

(۱۲۳) ایضاً،۱/ ۶۲،۶۳،۲/ ۱۳۳،۲۰۷،۲۲۵،۲۲۶،۳۱۲،۳/۳۰۹،۳۵۸

(۱۲۴) ایضاً،۱/ ۶۲،۱۱۶،۲۶۶،۲۷۸

(۱۲۵) ایضاً،۱/۱۱۶،۲۸۲،۳۰۵،۳۳۹،۲/۶۱،۶۲

(۱۲۶) ایضاً،۱/۲۶۵

(۱۲۷) ایضاً،۱/۳۱۰

(۱۲۸) ایضاً،۲/۲۰

(۱۲۹) ایضاً،۲/۳۸۱،۴۳۹

(۱۳۰) ایضاً،۲/۱۳۵

(۱۳۱) ایضاً،۲/۳۲۵،۳۷۶،۳۹۱،۴۷۷

(۱۳۲) ایضاً،۱/ ۲۶۴،۲/۳۷۶،۴۰۷،۳/۴۳۷،۴۷۷

(۱۳۳) ایضاً،۲/۱۲۸،۳/۴۴۵

(۱۳۴) ایضاً،۳/۲۸

(۱۳۵) ایضاً،۱/ ۴۲۳،۲/۲۲۵،۳/ ۴۶۴

(۱۳۶) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الأحزاب ومخرجه الی بنی قریظه،۳/ ۵/ ۵۰؛ السیرة النبویة،۳/۲۵۹؛ الطبقات الکبریٰ،۱/ ۲۸۵؛ الطبری، محمد بن جریر(م۳۱۰ھ)، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: عبداً علی مهنا، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۸ء،۲/۴۲۹

(۱۳۷) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر،۷۸۶(۴۶۰۲)

(۱۳۸) المواهب اللدنیة،۱/ ۲۴۸،۲۴۹

(۱۳۹) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء،۸۵۰(۳۴۴۷)

(۱۴۰) علامہ ابن الجوزی نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ یہ درست نہیں۔ دیکھیے کتاب الموضوعات،۲/ ۴۱۴

(۱۴۱) المواهب اللدنیة،۳/۴۳۹

(۱۴۲) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور،۲۰۵(۱۲۸۳)

(۱۴۳) صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب الفتنةالتی تموج کموج البحر،۱۲۲۳(۷۰۹۷)

(۱۴۴) المواهب اللدنیة،۲/ ۱۰۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۴۵) سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی الأکل متکئًا، ۳۴۷/۳ (۳۷۷۰)

(۱۴۶) المصنف (ابن ابی شیبه)، کتاب الاطعمة، باب من کان یأکل متکئاً، ۱۳۹/۵ (۲۴۵۰۶)

(۱۴۷) المواهب اللدنیة، ۱۳۸/۲

(۱۴۸) جامع ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی العمامه السوداء، ۴۱۴ (۱۷۳۵)؛ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم، ۵۳/۴

(۱۴۹) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المغفر، ۴۰/۷/۴

(۱۵۰) المواهب اللدنیة، ۱۵۳/۲

(۱۵۱) صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب مناقب الحسن والحسین، ۲۱۷/۴/۲

(۱۵۲) ایضاً، ۲۱۶/۴/۲

(۱۵۳) المواهب اللدنیة، ۵۳۴/۲

(۱۵۴) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الرکعتین قبل الظهر، ۵۴/۲/۱

(۱۵۵) ایضاً، ۵۴/۲/۱

(۱۵۶) المواهب اللدنیة، ۲۲۶/۳

(۱۵۷) صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب رفع الایدی فی الدعا، ۱۵۳/۷/۴، ۱۵۴

(۱۵۸) صحیح بخاری، کتاب العیدین، ابواب الاستسقاء، باب رفع الامام یده فی الاستسقاء، ۲۱/۲/۱

(۱۵۹) المواهب اللدنیة، ۳۵۶/۳

(۱۶۰) ایضاً /۱۴۵،۱۵۵،۱۷۶،۱۸۹،۲۲۰،۳۵۶،۴۰۵،۲ / ۱۳،۵۶،۶۵،۶۶،۱۰۴،۱۳۰،۱۳۸،۱۵۳،۱۸۱،۱۸۶،۱، ۲۳،۲۳۶،۲۵۳،۳۱۱، ۳۴۸، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۶۵،۳۶۸،۳۷۳،۳۹۳،۴۰۳،۴۱۹،۴۴۹،۵۳۴،۳ / ۳، ۱۲۹،۱۴۴،۱۵۰، ۱۵۱،۱۶۳،۱۹۰،۲۱۲، ۲۱۳،۲۱۹،۲۲۶، ۲۳۵، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۹۰ ، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۲۴،۳۵۶،۳۸۰،۴۳۹

(۱۶۱) علل الحدیث، ۲۸۴/۲؛ کشف الخفاء، ۱۵۸/۱

(۱۶۲) کشف الخفاء، ۱۵۸/۱؛ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین (م ۹۱۱ھ)، الدرر المنتثرۃ فی الأحادیث المشتهرة، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء، ۴۱

(۱۶۳) المواهب اللدنیة، ۳۶/۲، ۳۷؛ کشف الخفاء، ۱۵۸/۱

(۱۶۴) سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، باب فی اکل اللحم، ۳۴۹/۳ (۳۷۷۸)؛ السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، ۱۰۴/۱۱ (۱۴۹۹۱)؛ تنزیه الشریعة، ۲۴۸/۲؛ کتاب الموضوعات، ۳۰۴/۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۶۵) سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، باب فی اکل اللحم، ۳۴۹/۳ (۳۷۷۸)

(۱۶۶) المواهب اللدنية، ۲/ ۱۳۰

(۱۶۷) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة اللیل ومن نام عنه او مرض، ۲۶/۶/۳

(۱۶۸) المواهب اللدنية، ۳/ ۱۹۹؛ المروزی، محمد بن نصر، ابوعبداللہ (م۲۹۴ھ)، قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر، المکتبۃ الأثریہ سانگلاہل ضلع شیخوپورہ، ۱۳۸۹ھ۔۱۹۶۹ء، ۸۴، ۸۵

(۱۶۹) أبویعلی الموصلی، أحمد بن علی (م ۳۰۷ھ)، المسند، تحقیق: عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۳/ ۳۷۹ (۳۴۱۲)؛ ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد العسقلانی، شہاب الدین (م۸۵۲ھ)، المطالب العالیة، بزوائد المسانید الثمانیة، تحقیق: حبیب الرحمٰن الأعظمی، ادارہ الشؤن الاسلامیۃ، کویت ۱۳۹۲ھ۔۱۹۷۳ء، ۳/ ۲۶۹ (۳۴۵۲)

(۱۷۰) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ، ۱۰۴۴ (۶۱۵۸)

(۱۷۱) المواهب اللدنية، ۱/ ۳۵، ۴۶۶، ۲/ ۶۹، ۱۲۸، ۱۶۸، ۴۰۲، ۵۴۲، ۳/ ۷۶، ۱۰۳، ۱۸۸، ۲۲۹، ۲۸۲، ۳۱۰، ۴۴۱

(۱۷۲) الطبری، محمد بن جریر، أبوجعفر (م ۳۱۰ھ)، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء، ۱۰/ ۱۷/ ۱۸۶ تا ۱۹۰؛ ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی (م ۳۲۷ھ)، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: أسعد محمد الطیب، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکۃ المکرّمۃ، الریاض، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء، ۸/ ۲۵۰۰ تا ۲۵۰۳؛ السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین (م۹۱۱ھ)، الدرالمنثور فی تفسیر المأثور، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰ء، ۴/ ۲۶۲ تا ۲۶۴؛ الزمخشری، محمود بن عمر جاراللہ الزمخشری، الخوارزمی أبوالقاسم (م ۵۳۸ھ)، الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۳/ ۱۹؛ الواحدی، علی بن احمد الواحدی النیسابوری، أبوالحسن (م۴۶۸ھ)، أسباب النزول، دارنشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور پاکستان، ۱۳۷۹ھ۔۱۹۵۹ء، ۱۷۸؛ الواحدی، علی بن أحمد، ابوالحسن النیسابوری (م ۴۶۸ھ)، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، تحقیق: شیخ عادل احمد عبدالموجود وعلی محمد معوض، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۴ء، ۳/ ۲۷۶؛ الجصاص، أحمد بن علی الرازی، أحکام القرآن، تحقیق: محمد الصادق قمحاوی، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، ۵/ ۱۸۴؛ السیوطی، عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین (م ۹۱۱ھ)، لباب النقول فی أسباب النزول، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر قاہرہ، ۱۳۷۳ھ۔۱۹۵۴ء، ۱۵۲

(۱۷۳) الرازی، محمد الرازی فخرالدین ابن العلامۃ ضیاء الدین عمر (م۶۰۴ھ)، مفاتیح الغیب، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء، ۱۲/ ۵۱؛ ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی (م۳۲۷ھ)، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: أسعد محمد الطیب، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکۃ المکرّمۃ، الریاض، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء، ۳/ ۲۵۳؛

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن العربی، محمد بن عبداللہ، أبوبکر (م۵۴۳ھ)، أحکام القرآن، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء، ۳/۳۰۲ تا ۳۰۵؛ ابن عادل الدمشقی، عمر بن علی بن عادل الدمشقی الحنبلی، ابوحفص (م۸۸۰ھ)، اللباب فی علوم الکتاب، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء، ۱۴/۱۱۸؛ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد (م۱۲۵۰ھ)، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء، ۳/۴۹۴، ۴۹۵؛ الشنقیطی، محمد بن الحسین بن محمد بن المختار الجکنی الشنقیطی (م۱۳۹۳ھ)، اضواء البیان فی ایضاح القرآن، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء، ۵/۲۸۸؛ القنوجی، صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری (م۱۳۰۷ھ)، فتح البیان فی مقاصد القرآن، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت، ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲ء، ۲/۲۶۹؛ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد، جمال الدین أبوالفرج (م۵۹۷ھ)، زاد المسیر فی علم التفسیر، تحقیق: أحمد شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء، ۵/۳۲۲؛ ابوحیان، محمد بن یوسف الاندلسی (م۷۵۴ھ)، البحر المحیط فی التفسیر، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲ء، ۷/۵۲۶؛ الخطیب الشربینی، محمد بن أحمد، المصری (م ۹۷۷ھ)، السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر، تحقیق: ابراهیم شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء، ۲/۶۲۰؛ ابوالسعود، محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی الحنفی (م۹۸۲ھ)، ارشاد العقل السلیم الی مزایاالکتاب الکریم، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹ء، ۴/۳۹۰

(۱۷۴) المواهب اللدنیۃ، ۱/۱۳۱

(۱۷۵) کشف الخفاء، ۱/۳۰۶؛ المقاصد الحسنۃ، ۱۸۷؛ الاسرار المرفوعۃ، ۱۶۰

(۱۷۶) المواهب اللدنیۃ، ۲/۲۲۶

(۱۷۷) اللآلی ء المنثورہ، ۱۸۸؛ المداوی، ۶/۲۹۲؛ علامہ شوکانی کے مطابق: اس کی سند میں ہیثم بن شداخ مجہول ہے۔ عقیلی نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں سلیمان بن ابی عبداللہ مجہول ہے اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ دیکھئے الفوائد المجموعۃ، ۹۸

(۱۷۸) المواهب اللدنیۃ، ۳/۲۹۸

(۱۷۹) اللآلی ء المنثورہ، ۶۶؛ مسندالشهاب، ۱/۱۱۹؛ تذکرۃ الموضوعات، ۱۸۸؛ کشف الخفاء، ۲/۳۲۴

(۱۸۰) المواهب اللدنیۃ، ۲/۲۱

(۱۸۱) ایضاً، ۲/۲۱

(۱۸۲) سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الهدی، ۳/۳۳۶ (۵۱۳۰)؛ المقاصد الحسنۃ، ۲۱۶؛ کشف الخفاء، ۱/

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۴۳؛ الاسرار المرفوعۃ،۱۷۸؛ الدرر المنتثرہ، ۷۱؛ الفوائد المجموعۃ،۲۵۵؛ اسنی المطالب،۱۲۵؛ بعض محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن حافظ صلاح الدین العلائی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف حدیث ہے موضوع نہیں۔دیکھئے محمد شمس الحق العظیم أبی الطیب آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، تحقیق: عبدالرحمٰن محمد عثمان، المطبع الانصاری الازل فی حفظ الباری دھلی، ب۔ت، کتاب الادب، باب فی الھدی،۱۴/ ۳۹(۵۱۰۸)

(۱۸۳) المواہب اللدنیۃ،۲/۳۱

(۱۸۴) ایضاً،۲/۳۱

(۱۸۵) مسند احمد، ۱/ ۱۵۳(۷۳۰)؛انساب الاشراف،۲/ ۲۴۹؛مسند البزار،۲/ ۲۴۵(۶۴۴،روایت علی بن ابی طالب)

(۱۸۶) المواہب اللدنیۃ،۳/ ۳۹۷

(۱۸۷) المواہب اللدنیۃ،۳/ ۳۹۷،نیز دیکھئے ابن القیسرانی، محمد بن طاہر المقدسی، أبوالفضل(م۵۰۷ھ)، معرفۃ التذکرۃ فی الأحادیث الموضوعۃ،تحقیق: شیخ عماد الدین احمد،مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ،۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۵ء،۱۸۲

(۱۸۸) دلائل النبوۃ(بیہقی)۶/ ۷۰؛العلل المتناھیۃ ۱/ ۱۸۲؛الشفاء ۱/ ۸۸

(۱۸۹) المواہب اللدنیۃ ۲/ ۷۶۔حسین بن علوان کو محدثین نے متروک اور واضع کہا ہے۔الحاکم، محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ النیسابوری، أبوعبداللہ(م ۴۰۵ھ)، المدخل الی الصحیح،تحقیق: ربیع بن ھادی عمیر المدخلی، مؤسسۃ الرسالۃ، ب۔ت، ۱۲۹؛ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی، أبوالفرج (م ۵۹۷ھ) ، کتاب الضعفاء والمتروکین، تحقیق: أبوالفدا عبداللہ القاضی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء، ۱/ ۲۱۵(۸۹۸)؛ عبدالعزیز عزالدین السیروان، المجموع فی الضعفاء والمتروکین، دارالقلم بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء،۳۰۳(۱۹۲)

(۱۹۰) المواہب اللدنیۃ،۲/ ۷، ۹، ۲۱، ۳۱، ۵۶، ۶۱، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۱۲۷، ۱۳۲، ۱۳۸، ۱۵۰، ۱۷۱، ۲۳۰، ۲۴۱، ۲۰۲، ۲۰۴، ۳۰۱، ۲۹۹، ۲۸۴، ۲۴۸، ۲۲۲، ۲۰۸، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۴، ۱۷۰، ۱۴۵، ۱۱۴، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۴۳/ ۳، ۴۸۴، ۴۳۰، ۳۴۴، ۳۴۹، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۹۷، ۴۰۱، ۴۷۵

(۱۹۱) المواہب اللدنیۃ ،۱/ ۳۳

(۱۹۲) ایضاً،۱/ ۳۹

(۱۹۳) ایضاً،۱/ ۶۰، ۷۹

(۱۹۴) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم،۳/ ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۹۵) المعجم الاوسط، ۱۰/۹۲۴۳

(۱۹۶) المواهب اللدنية، ۱/ ۱۶۵، نیز دیکھئے کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)، ۲/۶۴ (۱۷۳۵)؛ المجموع فی الضعفاء، ۱۳۷ (۳۱۶)؛ البخاری، محمد بن اسماعیل (م۲۵۶ھ)، کتاب الضعفاء الصغیر، تحقیق: بوران الضناروتی، عالم الکتب، ۱۴۰۴ھ-۱۹۸۴ء، ۱۲۵ (۱۷۷)

(۱۹۷) الطبرانی، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم (م۳۶۰ھ)، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی عبدالمجید السلفی، وزارتِ الاوقاف والشؤون الدینیۃ احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء، ۶/ ۲۰۵ (۶۰۲۰)

(۱۹۸) المواهب اللدنية، ۱/ ۴۲۳، نیز دیکھئے کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)، ۲/ ۶۱ (۱۸۵۹)

(۱۹۹) ابن ماجہ، محمد بن یزید الربعی القزوینی (م ۲۷۳ھ)، السنن، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء، کتاب الزھد، باب ذکر الموت، ۶۲۰ (۴۲۶۰)؛ کشف الخفاء، ۲/ ۱۳۶؛ اللآلیء المنثورۃ، ۱۳۹

(۲۰۰) المواهب اللدنية، ۲/ ۳۵؛ نیز دیکھئے ابن عدی، عبداللہ بن عدی الجرجانی، ابواحمد (م۳۵۶ھ)، الکامل فی ضعفاء الرجال، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۷ء، ۲/ ۲۰۷؛ الذھبی، محمد بن احمد، شمس الدین ابوعبداللہ (م۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقدالرجال، مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظہ مصر لصاحبہا محمد اسماعیل، ۱۳۲۵ھ، ۷/ ۳۳۵؛ ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، ابوالفضل (م۸۵۲ھ)، لسان المیزان، تحقیق: محمد عبدالرحمن المرعیشی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان-۱۹۹۶ء، ۴/ ۱۵۷ (۴۸۴۶)

(۲۰۱) کشف الخفاء، ۲/ ۵۳؛ الأسرار المرفوعۃ، ۲۴۴

(۲۰۲) المواهب اللدنية، ۳/ ۱۰۳؛ الأسرار المرفوعۃ، ۲۴۴

(۲۰۳) الحاکم، محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیسابوری، ابوعبداللہ (م۴۰۵ھ)، المستدرک علی الصحیحین، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند بحروسہ حیدرآباد دکن لاہور، ۱/ ۴۰۲

(۲۰۴) المواهب اللدنية، ۳/ ۱۶۰

(۲۰۵) ایضاً، ۳/ ۸۶ نیز دیکھئے: المدخل (حاکم)، ۱۳۵، ۱۳۶؛ کتاب الضعفاء والمتروکین ۸۷ (۲۰۸)؛ کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)، ۱/ ۲۶۷ (۱۱۶۸)؛ المجموع فی الضعفاء، ۳۰۷ (۲۰۸)؛ کتاب المجروحین، ۱/ ۲۹۱؛ کتاب الضعفاء الصغیر، ۸۷ (۱۱۰)

(۲۰۶) المعجم الاوسط، ۷/ ۳۱۰ (۶۵۹۶)؛ المصنوع، ۲۰۹؛ الأسرار المرفوعۃ، ۱۱۰؛ اللآلیء المصنوعۃ، ۲/ ۲۳۴، ۲۳۵؛ کشف الخفاء، ۷۵

(۲۰۷) المواهب اللدنية، ۲/ ۱۳۱؛ المدخل (حاکم)، ۲۰۶، ۲۰۷؛ کتاب الموضوعات، ۲/ ۲۱۹، ۲۲۰؛ کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)، ۲/ ۴۸ (۲۹۲۸) المجموع فی الضعفاء، ۲۶۴ (۴۶۰)

© rasailojaraid.com